بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد
74

شمارہ
41

ہفت روزہ
بدر
قادیان
Weekly
BADAR Qadian

ایڈیٹر
منصور احمد

شرح چندہ
سالانہ 850 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈیا
80 ڈالرامریکن
یا 60 یورو

www.akhbarbadr.in

16 ربیع الثانی 1447 ہجری قمری ❋ 09 / اخاء 1404 ہجری شمسی ❋ 09 / اکتوبر 2025ء

ارشاد باری تعالیٰ

نَزَّلَ عَلَیۡکَ الۡکِتٰبَ بِالۡحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیۡنَ یَدَیۡہِ وَاَنۡزَلَ التَّوۡرٰىۃَ وَالۡاِنۡجِیۡلَ ۙ

﴿سُوۡرَۃُ اٰلِ عِمۡرٰنَ:4﴾

ترجمہ: اس نے تجھ پر کتاب حق کے ساتھ اتاری ہے اُس کی تصدیق کرتی ہوئی جو اس کے سامنے ہے اور اُسی نے تورات اور انجیل کو اتارا۔

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 03 / اکتوبر 2025 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 16 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت و تندرستی، فعال درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

وہ تو کھیل کر واپس آجائیں گے، مگر مَیں وہ کرکٹ کھیل رہا ہوں جو قیامت تک قائم رہے گا

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

ترقیات غیر متناہی ہیں

فرمایا: ’’بہشت میں بھی مومنوں کے لئے ترقیات ہوتی ہیں اور ترقیات انبیاء کے لئے بھی ہیں ورنہ درود شریف کیوں پڑھا جاتا ہے۔ ہمارا یہ مذہب ہے کہ ترقیات غیر متناہی ہیں۔‘‘

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم کارنامہ

فرمایا: ’’مسیحؑ کو تو لوگ اتنی لمبی عمر دینے کے واسطے بے فائدہ سعی کرتے ہیں۔ ان کی تھوڑی سی عمر نے کیا نتیجہ پیدا کیا ہے جو بڑی عمر کی خواہش کی جاوے۔ دنیا صلیب پرستی سے بھر گئی ہے اور جا بجا شرک پھیل گیا ہے۔ ہاں اگر اتنی عمر کا پانا کسی کے واسطے ممکن ہوتا تو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے مستحق تھے، جنہوں نے تھوڑی سی عمر میں ایک دنیا موحّدین سے بھر دی اور اُن کے دل میں خدا کی محبت کا سچا جوش بھر دیا۔‘‘

کرکٹ جو قیامت تک کھیلی جائے گی

قادیان کے مدرسہ تعلیم الاسلام کے لڑکوں کا گیند بلّا کھیلنے میں میچ تھا۔ بعض بزرگ بھی بچوں کی خوشی بڑھانے کے واسطے فیلڈ میں تشریف لے گئے۔ حضرت اقدسؑ کے ایک صاحبزادہ نے بچپن کی سادگی میں آپؑ کو کہا کہ ابا تم کیوں کرکٹ پر نہیں گئے۔ آپؑ اس وقت تفسیر فاتحہ کے لکھنے میں مصروف تھے۔ فرمایا:

’’وہ تو کھیل کر واپس آجائیں گے، مگر مَیں وہ کرکٹ کھیل رہا ہوں جو قیامت تک قائم رہے گا۔‘‘ (ملفوظات جلد 2 صفحہ 93، 94، ایڈیشن 2018، قادیان)

اسلام کہتا ہے کہ انسان کو دائمی حیات کے لئے پیدا کیا گیا ہے اور دائمی روحانی ترقیات کا راستہ اُس کے لئے کھولا گیا ہے

بعث بعد الموت پر ایمان ہی ایک ایسی چیز ہے جو انسان کے اندر اللہ تعالیٰ کا خوف اور اُس کی محبت پیدا کرتی ہے اور اس کے اعمال کی اصلاح کا ایک اہم ذریعہ ہے

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سورۃُ المومنون آیت نمبر 38 کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

اِنۡ ہِیَ اِلَّا حَیَاتُنَا الدُّنۡیَا نَمُوۡتُ وَنَحۡیَا وَمَا نَحۡنُ بِمَبۡعُوۡثِیۡنَ میں اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا ہے کہ منکرین انبیاء کے انکار کی دوسری وجہ یہ ہوتی ہے کہ وہ لوگ بعث بعد الموت کے منکر ہوتے ہیں اور اس وجہ سے ان کے اندر اپنے اعمال کے اچھا یا بُرا ہونے کے متعلق کبھی صحیح احساس پیدا نہیں ہوتا۔ وہ جس ڈگر پر چل رہے ہوتے ہیں اُس پر آنکھیں بند کر کے چلتے چلے جاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ ہمارا کام اتنا ہی ہے کہ ہم کھائیں پئیں اور اس چند روزہ زندگی کو عیش و آرام میں گذار دیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کے انبیاء اُن کے پاس خدا تعالیٰ کا پیغام لے کر آتے ہیں تو وہ چونکہ اُن کے عقائد اور اعمال میں ایک عظیم الشان تغیر پیدا کرنا چاہتے ہیں اس لئے اُنکو ایک دھکا لگتا ہے اور وہ یہ شور مچانا شروع کر دیتے ہیں کہ تم ہمیں خدا تعالیٰ کے عذاب سے کیا ڈراتے ہو۔ ہمارا تو یہ عقیدہ ہی نہیں کہ ہم مر کر پھر زندہ ہونگے۔ اس لئے ہمیں کسی جواب دہی کا کیا خطرہ ہوسکتا ہے۔ ہم جو بھی عمل کریں گے اپنی اس چند روزہ حیات کیلئے کریں گے اور ہم اپنے نفع و نقصان کو سمجھنے کی خوب اہلیت رکھتے ہیں۔ اس لئے تم ہمیں آخرت کے عذاب سے مت ڈراؤ۔

حقیقت یہ ہے کہ بعث بعد الموت پر ایمان ہی ایک ایسی چیز ہے جو انسان کے اندر اللہ تعالیٰ کا خوف اور اُس کی محبت پیدا کرتی ہے اور اس کے اعمال کی اصلاح کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ اگر آئندہ زندگی پر ایمان نہ رہے تو نہ صرف تمام کارخانۂ عالم کو ایک عبث اور لغو چیز تسلیم کرنا پڑتا ہے بلکہ نیکی اور تقویٰ میں ترقی بھی ایک بیکار عمل قرار پاتا ہے۔ مگر یہ خیال کہ اللہ تعالیٰ نے سورج اور چاند اور ستاروں اور سیّاروں اور آسمان اور زمین کے درمیان کی ہزار ہا چیزیں پیدا کر کے اور اُن میں اپنی قدرت کے ہزار ہا راز ودیعت کر کے ایک ایسے انسان کو پیدا کیا جس نے چند سالہ زندگی بسر کر کے ہمیشہ کیلئے فنا ہو جانا ہے اور اُس کی زندگی کا کوئی اہم مقصد نہیں ایک ایسا خیال ہے جسے کوئی عقل تسلیم نہیں کر سکتی۔ انسان کیلئے اس قدر وسیع کائنات کا پیدا کرنا اور اُس پر عقل کے ذریعہ انسان کو حکومت بخشنا بتاتا ہے کہ اُس کیلئے اس محدود زندگی کے علاوہ کوئی اور مقصد بھی مقرر کیا گیا ہے۔ اور اسلام کہتا ہے کہ وہ مقصد یہی ہے کہ اُسے ایک دائمی حیات کیلئے پیدا کیا گیا ہے۔ اور دائمی روحانی ترقیات کا راستہ اُس کیلئے کھولا گیا ہے۔ پس موت کے صرف اتنے معنے ہیں کہ انسانی رُوح جسم سے جدا ہوگئی ورنہ رُوح پر کوئی فنا نہیں اور وہ ہمیشہ زندہ رہتی اور اللہ تعالیٰ کے قرب کے غیر متناہی مراتب حاصل کرتی رہتی ہے۔

بہرحال انبیاء کے انکار کی ایک بڑی وجہ بعث بعد الموت کا انکار بھی ہوتا ہے جس کی طرف ان آیات میں اشارہ کیا گیا ہے۔

(تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 171، مطبوعہ قادیان 2010)

❋❋❋

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کا عظیم الشان کارنامہ

طارق بن شہاب بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے مقداد بن اسود کا ایک ایسا کارنامہ دیکھا ہے کہ اس کے مقابلہ میں میری ساری نیکیاں کچھ بھی وزن نہیں رکھتیں اور میری تمنّا ہے کہ کاش یہ کام میں نے کیا ہوتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (جنگ بدر کے موقع پر) مشرکین کے خلاف لڑنے کی دعوت دے رہے تھے (اور اپنے صحابہؓ سے پوچھ رہے تھے کہ وہ جنگ کیلئے تیار ہیں یا نہیں) اس وقت مقداد بن اسود اُٹھے اور حضورؐ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضورؐ ہم ایسا نہیں کہیں گے جیسا کہ موسیٰ کی قوم نے کہا تھا کہ جا تُو اور تیرا رب لڑیں (ہم تو یہاں بیٹھیں گے اور دشمن کے مقابلہ میں نہیں جائینگے) بلکہ حضورؐ ہم آپؐ کے دائیں بھی لڑیں گے اور آپؐ کے بائیں بھی۔ آگے بھی اور پیچھے بھی (ہر حال میں آپ کا ساتھ دیں گے یہ سن کر) حضور اس قدر خوش ہوئے کہ آپ کا چہرہ مبارک خوشی کی وجہ سے تمتما اٹھا۔ (بخاری کتاب المغازی قصۃ غزوۃ بدر باب قول اللہ تعالیٰ اذ تستغیثون ربکم) (بحوالہ حدیقۃ الصالحین حدیث 997، مصنفہ ملک سیف الرحمٰن صاحب)

❋❋❋

اس شمارہ میں

خطبہ جمعہ حضور انور فرمودہ 19 / ستمبر 2025 (مکمل متن)
حضور انور کی واقفاتِ نو سکاٹ لینڈ کے ایک وفد سے ملاقات
سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (از سیرت خاتم النّبیین)
تذکار مہدیؑ (روایات حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ)
پیغام حضور انور بر موقعہ جلسہ سالانہ چاڈ 2025ء
خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بطرز سوال و جواب
نماز جنازہ حاضر و غائب، وصایا
نکاح و اعلانات، نظم، ذکر خیر
خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر، نگران بدر بورڈ قادیان

حیادار لباس پہننا اور پردہ کرنا اللہ کا حکم ہے تو پھر آپ کو شرمانا نہیں چاہئے، اپنے آپ کو تھوڑا پُرعزم بنانا ہوگا

جو بھی کروگی اسلام کی تعلیمات اور اللہ تعالیٰ کے احکامات کے مطابق کروگی اور اس بارے میں شرم محسوس کرنیکی ضرورت نہیں ہے کہ دوسرے لوگ آپ کے بارے میں کیا کہیں گے ہمیشہ یہ سوچو کہ مَیں ایک اچھی احمدی مسلم لڑکی ہوں اور میرا کام دنیا کی راہنمائی کرنا ہے اور لوگوں کو اپنا اچھا نمونہ دکھانا ہے، لہٰذا اگر آپ شرما گئی تو راہنمائی کیسے کروگی؟

وقف کرنے کا تو مطلب ہی یہی ہے کہ جب بھی مجھے اللہ تعالیٰ کی خاطر یا جماعت کے کسی کام کے لئے بلایا جائے گا یا میری بہتری کے لئے کوئی جماعتی پروگرام ہوگا تو مجھے تکلیف بھی برداشت کرنی پڑی تو مَیں اس میں ضرور شامل ہوں گی

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ واقفات نو سکاٹ لینڈ کے ایک وفد کی ملاقات

مورخہ 23 جون 2024ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ سکاٹ لینڈ کی واقفاتِ نَو کے ایک وفد کو اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں قائم mta سٹوڈیوز میں بالمشافہ ملاقات کی سعادت حاصل ہوئی، جنہوں نے خصوصی طور پر اس ملاقات میں شرکت کی غرض سے سکاٹ لینڈ سے برطانیہ کا سفر اختیار کیا۔

پروگرام کا آغاز تلاوت قرآنِ کریم سے ہوا حدیث نبوی ﷺ اور نظم پیش کرنیکے بعد واقفاتِ نَو کو حضور انور سے سوالات پوچھنے کا بھی موقع ملا۔

ریجنل کوآرڈینیٹر واقفات نو سکاٹ لینڈ نے سوال کیا کہ کلاسز میں ہم ان واقفات کی حاضری کیسے بہتر کر سکتے ہیں جو شادی شدہ ہیں اور گھر کے کاموں اور بچوں کی وجہ سے کلاسز میں شامل نہیں ہو پاتیں؟

اِسپر حضور انور نے معاونہ صدر برائے واقفات نو کی مثال پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ شادی شدہ ہیں اور تین بچوں کی ماں ہیں، پھر بھی وقت نکال کر کلاسز کرواتی ہیں۔ یہ تو ارادے کی بات ہے۔ اگر ارادہ ہو کہ ہم نے شامل ہونا اور وقت نکالنا ہے تو لوگ وقت نکال لیتے ہیں۔ جب بہت چھوٹے بچے ہوتے ہیں تو عارضی طور پر کچھ وقت کیلئے رخصت لی جاسکتی ہے اور کہا جاسکتا ہے کہ مَیں ابھی نہیں آسکتی یا فلاں وقت نہیں آسکتی۔ لیکن اس بات کو عادت بنالینا کہ میرے بچے ہیں اس لئے مصروف ہوں اور مَیں نہیں آسکتی یہ درست نہیں۔

جب وقف کیا ہے تو پھر اپنے آپ کو تکلیف میں ڈال کر کام کرنا ہے۔ اگر آسانی ہوتی تو ہر ایک کیوں نہ وقف کر دیتا۔ وقف کرنے کا تو مطلب ہی یہی ہے کہ جب بھی مجھے اللہ تعالیٰ کی خاطر یا جماعت کے کسی کام کے لئے بلایا جائے گا یا میری بہتری کے لئے کوئی جماعتی پروگرام ہوگا تو مجھے تکلیف بھی برداشت کرنی پڑی تو مَیں اس میں ضرور شامل ہوں گی۔

فرمایا: اگر بچوں، لڑکیوں اور لڑکوں کی بھی تربیت بچپن سے ہی ہو اور ان کو پتا ہو کہ بحیثیت وقف نو ہماری کیا اہمیت اور ڈیوٹیز ہیں نیز جماعت کو ہم سے کیا expectations ہیں تو پھر ہی وہ یہ سب امور بہتر طور پر سرانجام دے سکتے ہیں۔ تو تربیت کی ضرورت ہے، تربیت کرتے رہو، مگر پیار سے، سختی سے نہیں۔

بعد ازاں ایک بارہ سالہ بچی نے حضور انور سے دریافت کیا کہ فرض نماز کے بعد ہم تسبیح پڑھتے ہیں۔ اس حوالے سے تینتیس، تینتیس اور چونتیس کے اعداد میں کیا اہمیت اور حکمت ہے اور کیا وجہ ہے کہ فرض نماز کی تیسری اور چوتھی رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعد کوئی بھی سورت نہیں پڑھی جاتی؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ ایک دفعہ آنحضور ﷺ کے غریب صحابہؓ کا ایک گروہ آپؐ کے پاس آیا اور انہوں نے کہا کہ امیر لوگ ایسے ہیں جو ہر قسم کی قربانیاں کرتے ہیں، لیکن ہمارے پاس اتنا مال نہیں ہے کہ ہم بھی بڑھ چڑھ کر مالی قربانی میں حصہ لیں۔ تو آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ مَیں آپ کو ایک بات بتاتا ہوں جس کے کرنے سے ایسا ہی ہوگا کہ گویا آپ نے بھی انہی کی طرح ہر قسم کی قربانی میں حصہ لیا ہو۔ آپؐ نے فرمایا کہ ہر نماز کے بعد اللہ اکبر چونتیس، الحمد للہ تینتیس اور سبحان اللہ تینتیس دفعہ پڑھیں۔ اس طرح سے ان اعداد کو جمع کر کے ایک سَو کا عدد بنتا ہے۔ یہ تعداد آپؐ نے انہیں اس وجہ سے بتائی کیونکہ اگر آپ اللہ تعالیٰ کا نام سَو مرتبہ لو گے اور اسکی تسبیح کرو گے تو اللہ تعالیٰ آپ پر اپنا خاص فضل کریگا۔ اور ایسا نہیں ہے کہ آپ اس سے زیادہ تسبیح نہیں کر سکتے بلکہ اگر آپ کے پاس وقت ہو تو اس سے زیادہ بھی کر سکتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے تو یہاں تک فرمایا ہے کہ سارا دن ذکر الٰہی کیا کرو، اللہ تعالیٰ کو ہمیشہ یاد کیا کرو، لہٰذا کم وقت میں آپ اتنا تو کر سکتے ہیں۔ اگر آپ ہر نماز کے بعد ایسا کریں تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ دن میں آپ نے پانچ سَو مرتبہ اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اس کی تسبیح کی اور یہ کافی اچھی تعداد ہے جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہوگا۔ اگر اس سے زیادہ بھی ہو تو ٹھیک ہے۔

سوال کے دوسرے حصے کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ سورۃ الفاتحہ کے بعد کوئی اَور سورت نہ پڑھنے میں حکمت یہ ہے کہ جو کام بھی ہم کرتے ہیں وہ آنحضرت ﷺ کی سُنّت کے مطابق کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ فرض نماز اور سُنّتوں کے دوران پہلی دو رکعتوں میں سورۃ الفاتحہ کے بعد قرآنِ پاک کی کوئی بھی اور آیت یا سُورت پڑھیں۔ مگر آخری دو رکعتوں میں ایسا کرنے کا حکم نہیں ہے۔ صرف سورۃ الفاتحہ پڑھیں، اس پر غور و فکر کریں، یہی کافی ہے۔ جو بھی کام ہم کرتے ہیں وہ نبی کریم ﷺ کی سُنّت کے مطابق ہوتا ہے اور یہی ہمیں سکھایا گیا ہے۔

بلکہ سورۃ الفاتحہ میں قرآنِ پاک میں مذکور تمام مضامین شامل ہیں، اسی لئے سورۃ الفاتحہ کے اتنے سارے نام رکھے گئے ہیں۔ قرآن پاک کی تعلیمات کا خلاصہ سورۃ الفاتحہ میں موجود ہے۔ اس لئے اگر صرف سورۃ الفاتحہ ہی ہے تو آپ تلاوت کرتے وقت اس کے مضامین پر غور کریں اور اس بات پر بھی کہ آپ دعائیں کیا مانگ رہے ہیں؟ اس حالت میں کہ آپ اس کی مدد، ہدایت اور فضل طلب کر رہے ہوں۔ مختصراً یہ کہ ہم جو کچھ بھی کرتے ہیں وہ حضور ﷺ کے عمل کے مطابق ہے، جس طرح سے انہوں نے کیا، ہمیں بھی اسی طرح کرنا چاہئے۔

اسکے بعد ایک آٹھ سالہ بچی نے بڑی معصومیت سے عرض کیا کہ مَیں فی الحال بایاں ہاتھ استعمال کرتی ہوں اور مجھے کاموں کیلئے اپنا دایاں ہاتھ استعمال کرنا مشکل لگتا ہے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔

حضور انور نے کمال شفقت اور محبّت سے جواب دیتے ہوئے اس بچی کو سمجھایا کہ دیکھو! اگر آپ بایاں ہاتھ استعمال کرتی ہو تو کوئی بات نہیں۔ بہت سے ایسے لوگ ہیں جو اپنا بایاں ہاتھ استعمال کرتے ہیں۔ لیکن اس بات کی عادت ڈالو کہ کھانا کھاتے وقت اپنا دایاں ہاتھ استعمال کرو۔ اگر کچھ عرصہ کوشش کرو تو پھر اللہ تعالیٰ بھی مدد کرے گا، ورنہ تو کوئی فرق نہیں پڑتا، اللہ تعالیٰ نے آپکو اس طرح بنایا ہے، اس عادت کو چھوڑنا بہت مشکل ہے۔

ایک واقفہ نو نے حضور انور کی خدمت میں عرض کیا کہ مَیں بہتر اور اچھا پردہ کرنا چاہتی ہوں مگر اپنے دوستوں اور اساتذہ کے سامنے ایسا کرنے سے شرماتی ہوں، کیا حضور میری راہنمائی کر سکتے ہیں؟

حضور انور نے دریافت کیا کہ کیا آپ خدا پر یقین رکھتی ہو، کیا آپ کے خیال میں یہ اللہ کا حکم ہے کہ آپ حیادار لباس پہنیں؟

اثبات میں جواب ملنے پر حضور انور نے اس ضمن میں تلقین فرمائی کہ یہ اللہ کا حکم ہے تو پھر آپ کو شرمانا نہیں چاہئے۔ پھر اپنے آپ کو تھوڑا پُرعزم بنانا ہوگا کہ جو بھی کروگی اسلام کی تعلیمات اور اللہ تعالیٰ کے احکامات کے مطابق کروگی۔ اور اس بارے میں شرم محسوس کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ دوسرے لوگ آپ کے بارے میں کیا کہیں گے۔

آپ وہ ہیں جس نے دنیا کی راہنمائی کرنی ہے۔ ہمیشہ یہ سوچو کہ مَیں ایک اچھی احمدی مسلم لڑکی ہوں اور میرا کام دنیا کی راہنمائی کرنا ہے اور لوگوں کو اپنا اچھا نمونہ دکھائیں، لہٰذا اگر آپ شرما گئی تو راہنمائی کیسے کروگی؟ آپ نے تو دنیا کی راہنمائی کرنی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ اچھی تعلیم دے کر آپ پر اپنا فضل کیا ہے۔ لوگ جو کہنا چاہتے ہیں انہیں کہنے دو، اس کی پروانہ کرو۔ اس بات پر پُرعزم رہو کہ اسلام کی تعلیمات کی پیروی کرنی ہے اور اس طرح اپنے آپ میں اعتماد پیدا کرو۔ شرمانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر شرما گئی تو دنیا کی راہنمائی کون کرے گا؟ آپ نے تو دنیا کی راہنمائی کرنی ہے، آپ وہ وجود ہو جس کی لوگوں کو پیروی کرنی چاہئے۔ لیڈر کو جرأت مند ہونا چاہئے۔ جرأت مند بننے کی کوشش کرو۔

ایک سوال یہ کیا گیا کہ ہم بچوں اور والدین کی سوچ میں بعض امور میں اختلاف ہوتا ہے مثلاً سبجکٹ کی پسند وغیرہ کے حوالے سے۔ ایک طرف والدین کے تجربے اور فرمانبرداری میں برکت ہے تو دوسری طرف بچوں کا ذہن دوسرے subject کی طرف مائل ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں کیا کرنا چاہئے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ بات یہ ہے کہ پڑھائی تم نے کرنی ہے کہ والدین نے؟ تم نے پڑھنا ہے تو جو تمہاری مرضی کا subject ہے تم وہ پڑھو۔ مجھ سے لوگ پوچھتے ہیں کہ ہم کیا پڑھیں؟ اگر تو وہ فرسٹ، سیکنڈ، تھرڈ، فورتھ choice لکھ دیں تو پھر مَیں کہہ دیتا ہوں کہ ان choices میں سے یہ choice میرے نزدیک بہتر ہے لیکن اس کے باوجود بھی جو تمہاری مرضی ہے تم وہ پڑھو۔

والدین کو بتاؤ کہ میری دلچسپی فلاں subject میں ہے، مَیں اس کو پڑھوں گی اور اس میں بہتر جاب opportunities ہیں۔ اگر تو کوئی خاص انٹرسٹ نہیں ہے تو پھر یہ دیکھو کہ مارکیٹ میں جاب opportunities کیا ہیں، جو بہتر ہے اور جس subject میں تمہارا جنرل انٹرسٹ بھی ہے تو پھر اس طرف جاؤ جو بعد میں کام بھی آئے۔

لیکن سب سے بہتر چیز یہ ہے کہ ایسی پڑھائی کرنی چاہئے جو تمہارے بچوں کے بھی کام آئے، ان کی تربیت میں بھی کام آئے اور ان کی تعلیم میں بھی کام آئے۔ اس چیز میں ماں باپ کی بات نہ ماننے میں کوئی ہرج نہیں ہے، کوئی ایسا شرعی مسئلہ نہیں ہے اور نہ ہی کوئی ایسی بُری بات ہے۔

ایک لجنہ ممبر نے حضور انور کی خدمت میں دعا کی عاجزانہ درخواست کرتے ہوئے عرض کیا کہ وہ جلد ایک جماعت کے ہسپتال میں چار ہفتوں کیلئے بغرضِ خدمت بیرونِ ملک کا سفر اختیار کرنے والی ہیں۔ اسی طرح موصوفہ نے عنقریب بطور ڈاکٹر فارغ التحصیل ہونے کے حوالے سے راہنمائی طلب کی۔

باقی صفحہ نمبر 07 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکیم بن حزام کو پہلے ایک سو اونٹ اور پھر اُن کی درخواست پر مزید دو سو اونٹ عطا فرمائے اور فرمایا: اے حکیم! یہ مال اچھا اور شیریں ہے۔
جو اس کو نفس کی بے رغبتی سے لے گا تو اس میں برکت ہوگی اور جو اس کو نفس کی حرص اور لالچ سے لے گا تو اس میں برکت نہیں ہوگی
وہ اس آدمی کی طرح ہے جو کھاتا ہے لیکن سیر نہیں ہوتا۔
اوپر والا ہاتھ یعنی دینے والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ یعنی لینے والے ہاتھ سے بہتر ہوتا ہے

سابقہ نصرتِ الٰہی کے نظاروں کی روشنی میں طائف کو فتح کرنا بھی کوئی زیادہ مشکل اور ناممکن امر نہیں تھا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بظاہر ہار کو تسلیم کیا اور محاصرہ ختم کرنے کا اعلان فرمایا۔ تو دراصل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا ایک بہت تابناک پہلو ہمیں نظر آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ لشکر کشی بھی دراصل کسی نفسانی جوش کے تحت نہیں تھی۔ مالِ غنیمت حاصل کرنے یا زمینوں کو فتح کرنے کے لیے نہیں تھی بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک حرکت اور سکون اور قول و فعل خدائے علیم و خبیر کی مرضی کے تابع تھی

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وسعت حوصلہ اور رحمت کا یہ عالم تھا کہ بظاہر مقصد حاصل کیے بغیر جا رہے تھے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے بددعا کے بجائے یہ دعا کی۔

اَللّٰھُمَّ اھْدِ ثَقِیْفًا وَاْتِ بِھِمْ مُسْلِمِیْنَ۔

اے اللہ! ثقیف کو ہدایت دے اور انہیں مسلمان بنا کر لے آ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ حنین کے بعد قریش کو اموال دینے کی ایک حکمت بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

إِنِّيْ أُعْطِيْ قُرَيْشًا أَتَأَلَّفُهُمْ، لِأَنَّهُمْ حَدِيْثُ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ

کہ میں قریش کو دے کر ان کے تالیف قلب کا سامان کر رہا ہوں کیونکہ انہیں کفر سے تعلق توڑے ابھی زیادہ عرصہ نہیں ہوا۔ ایمان اتنا مضبوط نہیں ہے

صحابہؓ نے جنگِ حنین کے بعد اعتراض کرنے والے ایک منافق کی بابت کہا:
یا رسول اللہ! ایک شخص ظاہر کچھ اَور کرتا ہے اور اس کے دل میں کچھ اَور ہوتا ہے کیا ایسا شخص سزا کا مستحق نہیں؟
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
مجھے خدا نے یہ حکم نہیں دیا کہ میں لوگوں سے ان کے دلوں کے خیالات کے مطابق معاملہ کروں۔ مجھے تو یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے ان کے ظاہر کے مطابق معاملہ کروں۔

غزوۂ طائف اور غزوۂ حنین کے تناظر میں سیرت نبوی ﷺ کا پاکیزہ بیان

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 19/ستمبر 2025ء بمطابق 19/تبوک 1404 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ○ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ○

اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۙ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ○

گذشتہ خطبات میں طائف کی جنگ کا ذکر ہو رہا تھا۔ اس موقع پر ایک صحابی جوان سے بات کرنے کے لیے گئے تھے اور طائف والوں نے اس کی ضمانت بھی دی تھی کہ انہیں کچھ نہیں کہا جائے گا لیکن جب وہ قلعہ کے قریب گئے تو انہیں شہید کر دیا گیا اور ان لوگوں نے عہد شکنی کی لیکن اہلِ طائف کی اس عہد شکنی کے باوجود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مصالحت کی کوشش ترک نہیں فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ حضرت حَنْظَلَہ بِنْ رَبِیع کو اہلِ طائف کی طرف بھیجا۔ وہ جب قلعہ کے قریب پہنچے اور بات چیت کا پیغام بھیجا تو ان کے کچھ لوگ گفتگو کے لیے باہر آئے اور حضرت حَنْظَلَہ نے کہا کہ تم لوگ مصالحت چاہتے ہو کہ نہیں؟ وہ لوگ کچھ کہنے کی بجائے حضرت حَنْظَلَہ پر حملہ آور ہوئے اور انہیں پکڑ کر قلعہ میں لے جانے کی کوشش کرنے لگے۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون ہے جو حَنْظَلَہ کو بچا کر لائے گا؟ اس کو ہمارے تمام مجاہدین جتنا اجر اور ثواب ملے گا جو بھی ان کو لے کے آئے گا۔ اس پر حضرت عباسؓ دوڑتے ہوئے گئے اور مشرکین کے چنگل سے حضرت حَنْظَلَہ کو چھڑا کر لے آئے۔ واپسی پر دشمن نے قلعہ سے پتھر بھی برسائے لیکن یہ کفار کی سنگ باری سے محفوظ رہے۔

(دائرہ معارف سیرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جلد 9 صفحہ 352-353، بزم اقبال لاہور)

جیسا کہ گذشتہ خطبات میں پہلے بیان ہو چکا ہے کہ اہلِ طائف اور ھَوَازِن کے اہلِ مکہ اور خاص طور پر قریش سے خاندانی اور گہرے معاشی تعلقات تھے۔ ایک دوسرے سے شادی بیاہ کے ذریعہ بھی تعلقات تھے۔ اس بنا پر مصالحت کے لیے حضرت ابوسفیان بن حربؓ اور حضرت مُغِیْرَہ بن شُعْبَہؓ قلعہ کے اندر گئے لیکن انہیں بھی کامیابی نہ ہوئی البتہ قلعہ والوں نے یہ درخواست کی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کہیں کہ ہمارے باغات کو نقصان نہ پہنچائیں۔ اللہ کی خاطر اور رشتہ داری کی خاطر انہیں ویسے ہی رہنے دیا جائے۔ خود کسی معاہدے پر عمل نہیں کرنا لیکن درخواست کر رہے ہیں کہ ہم پر رحم کیا جائے۔ یہ ذکر ہو چکا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی درخواست پر ان کے باغات کو تلف کرنے کا حکم واپس لے لیا تھا۔ (دائرہ معارف سیرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جلد 9 صفحہ 358-359، بزم اقبال لاہور)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا یہ ایک بے مثال پہلو ہے کہ آپؐ نے اتنی اعلیٰ ظرفی اور حوصلہ مندی کا ثبوت دیا کہ کئی دنوں سے محاصرہ کیے ہوئے ہیں۔ اور یہ ایک ایسی جنگی چال تھی کہ اگر باغوں کے کاٹنے کا حکم ہوتا تو جنگ کا پلڑا مسلمانوں کی طرف جھک سکتا تھا لیکن جب انہوں نے خدا کا واسطہ دیا اور صلہ رحمی کا واسطہ دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی درخواست مان لی اور بظاہر ایک بہت بڑا جنگی نقصان قبول کر لیا۔

اس موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اعلان کروایا کہ جو غلام قلعہ کی فصیل سے اتر کر ہمارے پاس آ جائے گا وہ آزاد ہوگا۔ اس پر تیئس غلام اتر کر مسلمانوں سے آ ملے۔ اہل طائف اس پر بہت رنجیدہ ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب کو آزاد کر دیا۔ ان میں سے ایک ایک آدمی کو آپؐ نے ایک ایک مسلمان کے سپرد کیا اور کفالت کی ذمہ داری اس مسلمان پہ ڈالی۔ (شرح زرقانی علی مواہب اللدنیۃ جلد 4 صفحہ 11 تا 13 دار الکتب العلمیۃ بیروت 1996ء)

(سبل الھدیٰ والرشاد جلد 5 صفحہ 384 دار الکتب العلمیۃ بیروت 1993ء)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان غلاموں کے متعلق یہ بھی نصیحت فرمائی کہ ان کو اچھی طرح دین سکھایا جائے۔ کچھ عرصہ بعد جب اہلِ طائف نے اسلام قبول کر لیا تو انہوں نے اپنے انہی غلاموں کی بات کی تھی اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی تھی کہ ہمارے غلام ہمیں واپس لوٹا دیے جائیں اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی درخواست ردّ کر دی۔ ان غلاموں میں سے بعض نے تاریخ اسلام میں نیکی تقویٰ میں نام پیدا کیا جن میں سے ایک حضرت اَبُوبَکْرَہؓ بھی تھے۔ (غزوہ حنین از باشمیل صفحہ 235-236 نفیس اکیڈمی)

ایک موقع پر عُیَیْنَہ بن حِصْنٍ فَزَارِی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت چاہی کہ وہ قلعہ کے اندر جا کر بنو ثقیف کو اسلام کی دعوت دے۔ عُیَیْنَہ بن حِصْنٍ کا تعارف یہ ہے کہ یہ غزوۂ احزاب کے موقع پر

کفار کی طرف سے بنوفَزَارَہ کا سردار تھا۔ غزوۂ احزاب میں کفار کی شکست کے بعد بھی اس نے مدینہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا تھا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہر سے باہر نکل کر اس کے حملے کو روکا اور اسے پسپا ہونے پر مجبور کر دیا۔ یہ فتح مکہ سے پہلے اسلام لایا تھا اور اس میں شرکت بھی کی تھی۔ فتح مکہ کے موقع پر یہ بظاہر مسلمان تھا۔ غزوہ حنین اور طائف میں بھی شرکت کی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں باغی مرتدوں کے ساتھ یہ بھی فتنہ ارتداد کا شکار ہو گیا اور مدعی نبوت اور باغی طُلَیحہ کی طرف مائل ہو گیا اور اس کی بیعت کر لی اور اس کے ساتھ مل کر اسلامی فوجوں کے ساتھ اس نے جنگ کی یعنی اسلامی فوجوں کے خلاف جنگ کی اور جب بری طرح شکست کھا کر قیدی بن کر حضرت ابوبکرؓ کے سامنے پیش کیا گیا تو اس نے ندامت کا اظہار کیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے اس کو معاف کر دیا اور یہ دوبارہ اسلام لے آیا اور اس وقت اس نے یہ بھی کہا کہ اس سے پہلے تو میں کبھی بھی ایمان نہ لایا تھا۔ اس کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ اکھڑ مزاج اور ترش رو شخص تھا۔ اپنے قبیلے کا مشہور جنگجو اور سردار تھا۔ اس کے متعلق آتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو الاحمق المطاع فرمایا تھا یعنی ایسا لیڈر اور راہنما ہے جو احمق ہے۔

بہر حال جب اس نے کہا کہ میں جاتا ہوں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اجازت دے دی اور عُیَیْنَہ قلعہ میں ان لوگوں کے پاس پہنچا اور اسلام کی دعوت دینے کے بجائے بنوثقیف سے کہنے لگا تم لوگ مضبوطی کے ساتھ اپنے قلعہ میں ڈٹے رہو کیونکہ ہماری حیثیت تو ایک غلام سے بھی بدتر ہوتی جا رہی ہے۔ ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ دیکھو! کسی حال میں بھی اپنا قلعہ نہ چھوڑنا اور نہ کسی بات سے متاثر اور پریشان ہونا۔ جب عُیَیْنَہ واپس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپ نے پوچھا عُیَیْنَہ! تم نے ان لوگوں سے کیا کہا تھا؟ اس نے کہا میں نے انہیں اسلام قبول کرنے کی ہدایت کی اور دین کی دعوت دی۔ دوزخ سے ڈرایا اور جنت کا راستہ بتلایا جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی بابت بذریعہ وحی اطلاع دے دی تھی کہ یہ وہاں کیا کہہ کے آیا ہے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم جھوٹ بول رہے ہو۔ تم نے ان لوگوں سے یہ یہ کہا ہے اور آپ نے عُیَیْنَہ کی وہ ساری باتیں دہرا دیں جو اس نے وہاں کہی تھیں۔ یہ سنتے ہی عُیَیْنَہ حیران رہ گیا۔ کہنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ سچ کہتے ہیں۔ میں اپنی اس حرکت پر آپ سے اور اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتا ہوں

(السیرۃ الحلبیہ جلد 3 صفحہ 168، جلد 2 صفحہ 376 دار الکتب العلمیۃ بیروت 2002ء) (اصابہ جلد 4 صفحہ 639 دار الکتب العلمیۃ بیروت 1995ء) (الاستیعاب جلد 3 صفحہ 317 دار الکتب العلمیۃ 2002ء) (حضرت سیدنا ابوبکر صدیق از محمد حسین ہیکل صفحہ 139 بک کارنر شوروم) (دائرہ معارف سیرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جلد 9 صفحہ 360-361 بزم اقبال لاہور)

لیکن ایمان بہر حال ابھی بھی پوری طرح قائم نہیں ہوا تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے محاصرہ کی صورتحال کے پیش نظر حضرت نَوْفَل بِن مُعَاوِیَہ دَیْلِیؓ سے مشورہ کیا تو انہوں نے عرض کیا کہ یہ تو ایسا ہی ہے جیسے لومڑی اپنے بھٹ میں گھسی ہوئی ہو۔ اس پر کھڑے رہیں گے تو پکڑ لیں گے اور چھوڑ دیں گے تو وہ نقصان کی طاقت نہیں رکھتی۔ لومڑی اپنی غار میں چلی جاتی ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محاصرہ ختم کرنے کا فیصلہ فرما لیا اور حضرت عمرؓ کے ذریعہ لوگوں میں اعلان کروا دیا کہ ان شاء اللہ کل واپسی ہوگی۔

(تاریخ الطبری جلد دوم صفحہ 172 دار الکتب العلمیۃ بیروت 1987ء) (الرحیق المختوم مترجم اردو صفحہ 568 مکتبہ السّلفیہ لاہور 2002ء)

معلوم ہوتا ہے کہ درحقیقت صرف مشورہ کے نتیجہ میں نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی خاص راہنمائی یا اشارہ ملا تھا تو آپؐ نے یہ محاصرہ اٹھا لیا۔ ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگی مہمات میں یہ پہلا موقع تھا کہ بظاہر اتنی اہم اور ضروری فتح کو بظاہر ادھورا چھوڑ کر آپ واپس جا رہے تھے۔

تبصرہ کرنے والے اور روایات لکھنے والے جو بھی لکھیں بہر حال ہم نے تاریخ میں یہ دیکھا ہے کہ اس سے زیادہ مشکل اور ناممکن معرکوں میں اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غیر معمولی فتح اور نصرت سے نوازا تھا۔ بنوقریظہ اور خیبر کی فتوحات اس کی روشن مثالیں ہیں۔ حنین کی مثال بھی اس وقت قریبی مثال تھی اسے کیسے بھولا جا سکتا ہے۔ حنین کے موقع پر بعض مکہ والوں کو بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شکست کا یقین تھا اور ان میں سے ایک گروہ تو دراصل آپ کی شکست کا تماشا دیکھنے کے لیے ساتھ ہو لیا تھا لیکن اس وقت بھی ایک یقینی شکست کو اللہ تعالیٰ نے حیرت انگیز غیر معمولی اور تاریخی فتح عطا فرمائی تھی اور طائف میں تو وہی بھاگا ہوا اور شکست خوردہ لشکر ہی چھپا ہوا تھا اور دبکا ہوا بیٹھا تھا۔ اس سابقہ نصرتِ الٰہی کے نظاروں کی روشنی میں طائف کو فتح کرنا بھی کوئی زیادہ مشکل اور ناممکن امر نہیں تھا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بظاہر اس ہار کو تسلیم کیا اور محاصرہ ختم کرنے کا اعلان فرمایا۔ تو دراصل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا ایک بہت تابناک پہلو ہمیں نظر آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ لشکر کشی بھی دراصل کسی نفسانی جوش کے تحت نہیں تھی۔ مالِ غنیمت حاصل کرنے یا زمینوں کو فتح کرنے کے لیے نہیں تھی بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک حرکت اور سکون اور قول و فعل خدائے علیم و خبیر کی مرضی کے تابع تھا اور آپ کی ساری زندگی اسی آیت کی مصداق تھی کہ قُلۡ اِنَّ صَلَاتِیۡ وَنُسُکِیۡ وَمَحۡیَایَ وَمَمَاتِیۡ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ (الانعام:163) تُو ان سے کہہ دے کہ میری نماز اور میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت اللہ ہی کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا ربّ ہے۔

طائف کے محاصرے کے موقع پر دو باتیں ایسی ہوئی ہیں جن سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ راہنمائی مل گئی تھی کہ یہ محاصرہ ختم کر دیا جائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً محاصرہ ختم کرنے کا اعلان فرما دیا۔ اس ضمن میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک خواب کا ذکر ملتا ہے۔ چنانچہ ابنِ ہشام نے لکھا ہے کہ طائف کے محاصرہ کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ سے فرمایا کہ اے ابوبکر! میں نے آج خواب میں دیکھا ہے کہ ایک برتن میں مکھن بھرا ہوا میرے پاس تحفہ میں آیا ہے۔ پھر ایک مرغ نے چونچ مار کر اس برتن کو گرا دیا۔ حضرت ابوبکر نے عرض کیا میرا خیال تو یہ ہے کہ اس مرتبہ آپ ثقیف سے جو چاہتے ہیں وہ حاصل نہ کر سکیں گے۔ یہ قبیلہ تھا۔ یعنی یہ جو محاصرہ کیا ہوا ہے اس کا وہ نتیجہ نہیں نکلے گا جو ہمارے حق میں ہو یا ہم نے سوچا ہوا ہے۔ فتح ملنی مشکل لگتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے خیال میں بھی اس کا حصول فی الحال اس طرح ناممکن ہے۔ (سیرت ابن ہشام صفحہ 793 دار الکتب العلمیۃ بیروت 2001ء)

(دائرہ معارف سیرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جلد 9 صفحہ 366 بزم اقبال لاہور)

اسی طرح ایک روایت میں یہ بھی آتا ہے کہ خَوْلَہْ بنت حَکِیْم ان کا نام خَوَیْلَہْ بھی آیا ہے جو حضرت عثمان بن مَظْعُونؓ کی بیوی تھیں، انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر اللہ تعالیٰ آپؐ کو طائف کی فتح نصیب کرے تو بَادِیَۃ بنت غَیْلَانْ یا فَارِعَہ بنت عَقِیْل کا زیور مجھ کو عنایت فرمائیں کیونکہ تمام ثقیف میں ان عورتوں کے برابر کسی عورت کے پاس قیمتی زیور نہیں ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: اے خَوْلَہْ! ثقیف پر فتح پانے کی اگر مجھے اجازت ہی نہ دی گئی تو پھر کیا؟ حضرت خَوْلَہْؓ وہاں سے نکلیں اور حضرت عمرؓ سے اس کا ذکر کیا۔ حضرت عمرؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! خَوْلَہ کیسی بات کر رہی ہے؟ وہ کہتی ہے کہ یہ بات آپؐ نے ان سے فرمائی ہے۔ فرمایا ہاں! میں نے یہ کہی ہے۔ حضرت عمرؓ فوراً سمجھ گئے اور عرض کیا۔ کیا ان کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس فتح کے بارے میں یا اس جنگ کو جاری رکھنے کے بارے میں اذن نہیں دیا گیا؟ آپؐ نے فرمایا نہیں۔ حضرت عمر نے عرض کیا کہ پھر میں لوگوں کو کوچ کرنے کے لیے کہہ دوں۔ آپؐ نے فرمایا: ہاں۔ چنانچہ اجازت ملنے پر حضرت عمرؓ نے کوچ کا، یہاں سے واپسی کا اعلان کروا دیا۔ (سبل الھدیٰ والرشاد جلد 5 صفحہ 387 دار الکتب العلمیۃ بیروت 1993ء)

(اسد الغابہ صفحہ 1509 مکتبہ دار ابن حزم)

جب اس واپسی کا اعلان ہوا تو اس اعلان پر بعض لوگوں نے یہ اظہار کیا کہ ہم بغیر فتح کے کیونکر لوٹ رہے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ بعض جوشیلے نوجوانوں کا یہ ردِّ عمل تھا۔ پہلے تو وہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں درخواست کریں کہ فتح ہونے تک ہم محاصرہ جاری رکھیں لیکن انہوں نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بھی فیصلہ فرمایا ہے وہ درست ہے۔ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ نے اس بات کو کہنے کا انکار کر دیا۔ اس پر یہ جذباتی نوجوان خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بڑے جذباتی انداز میں عرض کیا کہ حضور ہم لڑیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی خواہش پر فرمایا کہ ٹھیک ہے کل صبح لڑو۔ چنانچہ وہ لوگ اگلے دن لڑنے کے لیے نکلے تو انہیں سوائے زخموں کے اور کچھ نہ ملا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم ان شاء اللہ کل واپس روانہ ہوں گے یعنی جنگ کا کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ زخمی ہو کے واپس آ گئے تو ان سب نے بھی خوشی کا اظہار کیا اور اب ان کی رائے میں تبدیلی دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی مسکرا دیے۔

(شرح زرقانی علی مواہب اللدنیۃ جلد 4 صفحہ 13 تا 14 دار الکتب العلمیۃ بیروت 1996ء)

(دائرہ معارف سیرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جلد 9 صفحہ 367-368 بزم اقبال لاہور)

اس غزوہ میں کفار کے تین لوگ قتل ہوئے۔ البتہ ان کے زخمیوں اور مزید مقتولین کی بابت کوئی زیادہ تفصیلات نہیں ملتیں کیونکہ یہ لوگ قلعہ کے اندر ہی محصور رہے۔ اسی طرح مسلمانوں کے زخمیوں کی بھی معین تعداد معلوم نہیں۔ کچھ زخمیوں کی بابت تفصیل ملتی ہے۔ جیسے مشرکین کی تیراندازی سے زخمی ہونے والوں میں ایک حضرت ابوسفیان بن حربؓ کا ذکر ملتا ہے۔ ایک تیر ان کی آنکھ میں آ کر لگا جس سے ان کی آنکھ باہر نکل آئی۔ یہ سیدھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اس حال میں کہ ان کی آنکھ ان کے ہاتھ میں تھی انہوں نے آپؐ سے عرض کیا یا رسول اللہ! میری یہ آنکھ اللہ کے راستے میں جاتی رہی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم چاہو تو میں دعا کروں گا اور تمہاری یہ آنکھ واپس اپنی جگہ پر ٹھیک ہو جائے گی اور اگر آنکھ نہ چاہو تو تمہیں جنت میسر آئے گی۔ ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ عَین یعنی آنکھ نہ چاہو تو جنت میں تمہیں عُین یعنی چشمہ آبِ رحمت میسر آئے گا۔ عربی زبان میں عَین

ارشاد باری تعالیٰ

اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِدُلُوۡکِ الشَّمۡسِ اِلٰی غَسَقِ الَّیۡلِ وَقُرۡاٰنَ الۡفَجۡرِ ؕ اِنَّ قُرۡاٰنَ الۡفَجۡرِ کَانَ مَشۡہُوۡدًا ○

(بنی اسرائیل:79)

ترجمہ: سورج کے ڈھلنے سے شروع ہو کر رات کے چھا جانے تک نماز کو قائم کر اور فجر کی تلاوت کو اہمیت دے۔ یقیناً فجر کو قرآن پڑھنا ایسا ہے کہ اُس کی گواہی دی جاتی ہے۔

طالب دعا: سید عارف احمد، والد و والدہ مرحومہ اور فیملی و مرحومین (ننگل باغبانہ، قادیان)

ارشاد باری تعالیٰ

وَمِنَ الَّیۡلِ فَتَہَجَّدۡ بِہٖ نَافِلَۃً لَّکَ ٭ۖ عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا ○

(بنی اسرائیل:80)

ترجمہ: اور رات کے ایک حصہ میں بھی اس (قرآن) کے ساتھ تہجّد پڑھا کر۔ یہ تیرے لئے نفل کے طور پر ہوگا۔ قریب ہے کہ تیرا ربّ تجھے مقامِ محمود پر فائز کر دے۔

طالب دعا: مکرم ISLAM KHAN صاحب مرحوم، مکرمہ TAMRUN BIBI صاحبہ مرحومہ (SORO صوبہ اُڈیشہ)

کے ایک معنی آنکھ کے ہوتے ہیں اور چشمہ کو بھی عَیْن کہتے ہیں۔ ابوسفیان نے کہا مجھے جنت ہی عزیز ہے۔ یہ کہہ کر انہوں نے اپنے ہاتھ سے اپنی آنکھ پھینک دی۔ یہ وہی ابوسفیان ہیں کہ جو فتح مکہ تک اسلام کے شدید دشمن تھے اور جنگ احد میں کفار کی فوج کے سپہ سالار بھی تھے اور اب مسلمان ہونے کے بعد بھی قربانیوں میں پیش پیش نظر آرہے تھے۔ عجیب اتفاق ہے کہ ان کی دوسری آنکھ جنگ یرموک میں ضائع ہوگئی تھی۔

(دائرہ معارف سیرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جلد 9 صفحہ 373 بزم اقبال لاہور)

(السیرۃ الحلبیہ جلد 3 صفحہ 164 دارالکتب العلمیۃ بیروت 2002ء) (منجد مترجم صفحہ 596 زیر لفظ عَیْن مکتبہ القدوسیہ)

اسی طرح ایک دوسرے صحابی کا ذکر ملتا ہے وہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے صاحبزادے عبداللہ تھے۔ ان کا زخم اتنا لمبا چلا اور جان لیوا ثابت ہوا کہ آخر اپنے والد حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے زمانے میں اسی زخم کے نتیجہ میں ان کی وفات ہوگئی۔ (السیرۃ الحلبیہ جلد 3 صفحہ 169 دارالکتب العلمیۃ بیروت 1423ھ)

اس غزوہ میں بارہ صحابہ شہید ہوئے جن کے اسماء یہ ہیں۔ حضرت سعید بن سعید بن عاصؓ، حضرت عُرفُطَه بن جَنَّابؓ، حضرت عبد الله بن اَبِی اُمَیَّهؓ، حضرت عبداللہ بن عامرؓ، حضرت سَائِبْ بن حارِثؓ اور ان کے بھائی عبداللہ بن حارث، حضرت جُلَیْحَه بن عبد اللهؓ، حضرت ثابت بن جَذَعؓ، حضرت حارِث بن سَهْلؓ، حضرت مُنْذِر بن عبد اللهؓ، حضرت رُقَیْم بن ثابتؓ اور حضرت عبداللہ بن ابوبکرؓ جو بعد میں وفات پا گئے تھے۔ (سیرت ابن ہشام صفحہ 794-795 دارالکتب العلمیۃ بیروت 2001ء)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ اس غزوہ میں آپ کی دو ازواج مطہرات حضرت اُمِّ سَلَمَهؓ اور حضرت زینبؓ تھیں۔ ان دونوں کے لیے دو خیمے نصب کیے گئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم محاصرہ کے دوران ان دونوں خیموں کے درمیان نماز ادا فرماتے تھے۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جزء 2 صفحہ 120 غزوۃ رسول اللہؐ الطائف دارالکتب العلمیۃ بیروت 1990ء)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کا کتنے روز محاصرہ کیا تھا اس بارے میں متعدد روایات ملتی ہیں۔ بعض کہتے ہیں دس سے کچھ زائد راتیں محاصرہ کیا۔ ابن ہشام کہتے ہیں کہ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ سترہ راتیں محاصرہ کیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بیس دن محاصرہ کیا۔ بعض کہتے ہیں کہ آپ نے بیس سے کچھ زائد راتیں محاصرہ کیا۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیس کے قریب راتیں اہلِ طائف کا محاصرہ کیا۔ صحیح مسلم میں حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ہم نے چالیس راتوں تک ان کا محاصرہ کیا۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ہشام صفحہ 792 ذکر غزوۃ الطائف بعد حُنَین دارالکتب العلمیۃ بیروت 2001ء) (سبل الہدیٰ والرشاد جلد 5 صفحہ 388 فی غزوۃ الطائف دارالکتب العلمیۃ بیروت 1993ء) (صحیح مسلم کتاب الزکاۃ باب اعطاء المؤلفۃ قلوبھم علی الاسلام حدیث نمبر 2442)

بہرحال جب روانگی کا وقت آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ پڑھتے ہوئے واپس لوٹو۔ آئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ ہم لوٹنے والے ہیں۔ توبہ کرنے والے ہیں۔ عبادت کرنے والے ہیں اور اپنے ربّ کی تعریف کرنے والے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی گئی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! بنو ثقیف کے لیے بددعا کریں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وسعت حوصلہ اور رحمت کا یہ عالم تھا کہ بظاہر مقصد حاصل کیے بغیر جا رہے تھے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے بددعا کے بجائے یہ دعا کی۔ اَللّٰهُمَّ اهْدِ ثَقِيْفًا وَاْتِ بِهِمْ مُسْلِمِيْنَ۔ اے اللہ! ثقیف کو ہدایت دے اور انہیں مسلمان بنا کر لے آ۔

اس کے بعد جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے واپسی کے لیے سوار ہوئے تو دعا کی۔ اَللّٰهُمَّ اهْدِهِمْ وَاكْفِنَا مُؤْنَتَهُمْ۔ اے اللہ! ان کو ہدایت عطا فرما اور ان کی سپلائی اور رسد کے مقابلے پر تُو ہمارے لیے کافی ہو۔ کیونکہ آپ کا اصل مقصد تو یہ تھا کہ بھولی بھٹکی مخلوق اپنے خالق کی طرف رجوع کرلے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا اس طرح قبول فرمائی کہ یہی طائف والے ابھی سال بھی نہیں گزرا تھا کہ رمضان نو ہجری میں سارے کے سارے مسلمان ہوگئے۔ (شرح زرقانی علی مواہب اللدنیۃ جلد 4 صفحہ 15 تا 18 دارالکتب العلمیۃ بیروت 1996ء)

حضرت مصلح موعودؓ نے بھی ایک جگہ اس بارے میں بیان فرمایا ہوا ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ ’’آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) طائف کی طرف روانہ ہوئے۔ وہی شہر جن کے باشندوں نے پتھراؤ کرتے ہوئے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے شہر سے نکال دیا تھا۔ اس شہر کا آپ نے کچھ عرصہ تک محاصرہ کیا لیکن پھر بعض لوگوں کے مشورہ دینے پر کہ ان کا محاصرہ کرکے وقت ضائع کرنے کی ضرورت نہیں سارے عرب میں اب صرف یہ شہر کرہی کیا سکتا ہے آپ محاصرہ چھوڑ کر چلے آئے اور کچھ عرصہ کے بعد طائف کے لوگ بھی مسلمان ہوگئے۔‘‘

(دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم جلد 20 صفحہ 357)

حنین کے مال غنیمت کی تقسیم کا بھی ذکر ملتا ہے کہ پانچ ذوالقعدہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم طائف سے جِعْرَانہ تشریف لائے جہاں تمام قیدی اور اموال غنیمت جمع تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر ان قیدیوں سے حسن سلوک کا یہ عالَم تھا کہ ان کی رہائش کے لیے عارضی تعمیرات کی گئی تھیں تا کہ سردی گرمی کی شدت سے بچاؤ ہوسکے۔

(سبل الہدیٰ والرشاد جلد 5 صفحہ 640 دارالکتب العلمیۃ بیروت 1993ء) (غزوہ حنین از باشمیل صفحہ 265 نفیس اکیڈمی)

اموالِ غنیمت کی تفصیل اس طرح سے تھی کہ چھ ہزار غلام اور لونڈیاں تھیں۔ ان کی رہائش کا بندوبست کیا گیا۔ بعض روایات میں آٹھ ہزار بھی بیان کیا جاتا ہے۔ آج کی جنگوں کی طرح نہیں ہیں جو دشمنی کرتے ہیں کہ بنے ہوئے گھر اجاڑ دیتے ہیں۔ گرا دیتے ہیں جو آجکل اسرائیل میں ہو رہا ہے۔ بلکہ ان کے لیے آپؐ نے رہائشیں تعمیر کروائیں چھ ہزار سے آٹھ ہزار تھے۔ چوبیس ہزار اونٹ تھے مالِ غنیمت میں۔ چالیس ہزار سے زائد بھیڑ بکریاں اور چار ہزار اوقیہ چاندی جو کہ قریباً چار سو نوے کلوگرام بنتی ہے۔ اس سے پہلے کبھی بھی مسلمانوں کو اس قدر مالِ غنیمت نہیں ملا تھا۔ ایسے موقع پر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے صحابہؓ کی تربیت کا اس قدر خیال تھا کہ آپؐ نے مالِ غنیمت تقسیم کرنے سے پہلے اعلان فرمایا کہ اس مال میں سے سوائے خُمس کے میرا حق بھی وہی ہے جس کا تم میں سے ہر کوئی حق دار ہے اور وہ خمس بھی آخر تمہارے پاس ہی پلٹ آئے گا۔

اس کے بعد فرمایا۔ سوئی اور اس کا دھاگہ یا اس سے بھی چھوٹی چیز اگر کسی کے پاس ہے تو وہ واپس کر دے۔ خیانت سے بچو کیونکہ روز قیامت یہ خیانت کرنے والے کے لیے باعثِ عار اور ایک دھبہ ثابت ہوگی۔ یہ اعلان سن کر ایک صحابی اونٹ کے بالوں سے بنی ہوئی رسّی کا ایک گولہ لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے پھٹی ہوئی زین سینے کے لیے یہ دھاگہ مالِ غنیمت میں سے لے لیا تھا اور ایک اور صحابی نے مال غنیمت میں سے ایک سوئی اٹھا کر اپنی بیوی کو دی تھی۔ وہ یہ اعلان سن کر فوراً اپنی بیوی کے پاس گئے اور اس سے وہ سوئی لے کر مالِ غنیمت میں واپس رکھ دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال غنیمت تقسیم کرنے کی ابتدا کی تو آغاز تالیف قلبی سے کیا۔ یہ عرب کے بڑے لوگ تھے جن کو آپ نے پہلے دیا۔ اپنے اپنے قبیلوں میں شرف اور بزرگی کا مقام رکھتے تھے۔ آپ نے ان کو مانوس کرنے کے لیے عطایا دیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے کسی کو ایک سو اونٹ دیے کسی کو پچاس اونٹ دیے۔ چاندی اور غلام اس کے علاوہ تھے۔

ایک سیرت کی کتاب میں لکھا ہے کہ ابوسفیان بن حرب کو ایک سو اونٹ دیے۔ ابوسفیان جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے چاندی کا ایک ڈھیر لگا ہوا دیکھا تو دیکھ کر کہنے لگے یا رسول اللہ! آپ تو قریش میں سب سے زیادہ مالدار ہو گئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا دیے اور ابوسفیان کو چالیس اوقیہ چاندی اور ایک سو اونٹ دیے جانے کا ارشاد فرمایا۔ ابوسفیان نے کہا میرے بیٹے یزید کو بھی عطا فرمائیں آپ نے اس کے لیے بھی چالیس اوقیہ چاندی اور سو اونٹ دیے جانے کا ارشاد فرمایا۔ یہ یزید ابوسفیان کا بیٹا تھا۔ عام طور پر جس بدنام زمانہ یزید کا ذکر تاریخ میں ملتا ہے وہ ابوسفیان کا پوتا تھا یعنی حضرت معاویہ کا بیٹا تھا۔ ابوسفیان کہنے لگا یا رسول اللہؐ! میرے دوسرے بیٹے معاویہ کو بھی آپ کچھ دیں۔ آپ نے اس کے لیے بھی چالیس اوقیہ چاندی اور سو اونٹ دینے کا ارشاد فرمایا۔ اس پر ابوسفیان کہنے لگا میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ آپ کریم ہیں۔ میں نے آپ سے جنگیں کی ہیں اور آپ کیا ہی اچھے جنگجو ہیں۔ پھر میں نے آپ سے صلح کی اور آپ کیا ہی اچھے صلح کرنے والے ہیں۔ اللہ آپ کو جزائے خیر دے۔

(شرح زرقانی علی مواہب اللدنیۃ جلد 4 صفحہ 18-19 دارالکتب العلمیۃ بیروت 1996ء) (سبل الہدیٰ والرشاد جلد 5 صفحہ 396 دارالکتب العلمیۃ بیروت 1993ء) (دائرہ معارف جلد 9 صفحہ 289 بزم اقبال لاہور)

(غزوہ حنین از باشمیل صفحہ 217، 273-274 نفیس اکیڈمی)

مکہ کے معززین اور شرفاء میں سے ایک حکیم بن حِزام بھی تھے۔ فتح مکہ کے موقع پر انہوں نے اسلام قبول کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اعلان فرمایا تھا کہ جو حکیم بن حِزام کے گھر میں داخل ہوجائے گا اس کو امان دی جائے گی۔ یہ حضرت خدیجہؓ کے بھائی کے بیٹے تھے انہیں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سو اونٹ عطا فرمائے۔ وہ خود بیان کرتے ہیں کہ میں نے سو اَور مانگے تو آپ نے وہ بھی مجھے عطا فرمائے۔ میں نے مزید سو مانگے تو آپ نے مجھے مزید سو اونٹ عطا فرمائے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے حکیم! یہ مال اچھا اور شیریں ہے۔ اچھا مال ہے۔ جو اس کو نفس کی بے رغبتی سے لے گا تو اس میں برکت ہوگی اور جو اس کو نفس کی حرص اور لالچ سے لے گا تو اس میں برکت نہیں ہوگی۔ وہ اس آدمی کی طرح ہے جو کھاتا ہے لیکن سیر نہیں ہوتا۔ اوپر والا ہاتھ یعنی دینے والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ یعنی لینے والے ہاتھ سے بہتر ہوتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت کا ایسا اثر ہوا کہ اسی وقت عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس کی قَسم!

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

سچائی نیکی کی طرف اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے
اور جو انسان ہمیشہ سچ بولے اللہ کے نزدیک وہ صدیق لکھا جاتا ہے

(مسلم، کتاب البر والصلۃ والآداب)

طالبِ دُعا : نور الہدیٰ اینڈ فیملی (جماعت احمدیہ سملیہ، صوبہ جھارکھنڈ)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

جو شخص اپنے حاکم سے ناپسندیدہ بات دیکھے وہ صبر کرے
کیونکہ جو نظام سے بالشت بھر جدا ہوا اس کی موت جاہلیت کی موت ہوگی

(بخاری، کتاب الاحکام)

طالبِ دُعا : نصیر احمد، جماعت احمدیہ بنگلور (صوبہ کرناٹک)

جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے آج کے بعد مرتے دم تک میں کبھی کسی سے کچھ نہیں مانگوں گا اور بعض روایات کے مطابق انہوں نے وہ دوسو اونٹ جن کا سوال کیا تھا وہ بھی واپس کر دیے اور پھر زندگی بھر اپنے اس عہد پر قائم رہے اور کسی سے کچھ نہیں مانگا بلکہ یہاں تک اس پر کاربند رہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے عہد خلافت میں جب کوئی مال دیتے تو یہ لینے سے انکار کر دیتے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اپنے عہد خلافت میں مال دینے کے لیے بلایا۔ اسلامی فتوحات کے نتیجہ میں بہت سے اموال آیا کرتے تھے تو خلفاء صحابہؓ کو بطور عطیہ ان میں سے دیا کرتے تھے لیکن حضرت حکیم بن حزامؓ نے لینے سے انکار کر دیا۔ اس پر حضرت عمرؓ نے تمام حاضرین سے مخاطب ہو کر کہا کہ لوگو گواہ رہنا۔ میں نے ان کا حق انہیں دیا تھا لیکن انہوں نے لینے سے انکار کر دیا۔

(دائرہ معارف سیرت محمد رسول اللہ ﷺ جلد 9 صفحہ 303-304 بزم اقبال لاہور)

(السیرۃ الحلبیہ جلد 3 صفحہ 170 دار الکتب العلمیۃ 2002ء) (اصابہ جلد 2 صفحہ 97 دار الکتب العلمیۃ بیروت 1995ء)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بخشش وعطا سے فیضیاب ہونے والوں میں سے ایک مکہ کا ایک سردار صفوان بن امیہ بھی تھا۔ یہ وہی صفوان تھا جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ حنین کے لیے زرہیں اور ہتھیار مستعار لیے تھے اور یہ مشرک ہونے کی حالت میں ہی غزوۂ حنین میں بھی شامل ہوا تھا۔ (غزوہ حنین از باشمیل صفحہ 273 نفیس اکیڈمی)

(سبل الھدیٰ والرشاد جلد 5 صفحہ 316 دار الکتب العلمیۃ 1993ء) (دائرہ معارف سیرت محمد رسول اللہ ﷺ جلد 9 صفحہ 236 بزم اقبال لاہور)

بعض روایات کے مطابق صفوان دل میں یہ سوچ کر آیا تھا کہ کاش! ہمیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کا موقع مل جائے یا مخالف دشمن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر کو شکست دے دیں۔ (سبل الھدیٰ والرشاد جلد 5 صفحہ 321 دار الکتب العلمیۃ 1993ء) لیکن اسی جنگ میں ہی اس کے دل کی کایا پلٹنے لگی اور جب اموالِ غنیمت کی تقسیم کا وقت آیا تو آپ نے اس کو سو اونٹ عطا فرمائے بلکہ صحیح مسلم کی روایت کے مطابق تین سو اونٹ عطا فرمائے۔ ایک اَور روایت ہے کہ انہی دنوں میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک گھاٹی سے گزرے جس میں مالِ غنیمت کے اونٹ اور بکریاں تھیں اور وہ وادی ان اونٹوں اور بکریوں سے بھری ہوئی تھی۔ صفوان اس قدر مال دیکھ کر حیرت زدہ ہو کر دیکھنے لگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے **اَبُو وَهْب**! یہ صفوان کی کنیت تھی۔ اس گھاٹی نے تجھے تعجب میں ڈال دیا ہے؟ اس نے کہا جی ہاں۔ آپؐ نے فرمایا: یہ سارا مال تمہارا ہوا۔ تم لے لو۔ صفوان نے بے ساختہ کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ اللہ کے نبی ہیں کیونکہ اس طرح کی عطا کوئی نبی ہی کر سکتا ہے۔ ایک دوسری روایت کے مطابق صفوان بن امیہ خود بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل مجھے حنین کے اموالِ غنیمت دیتے رہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ساری مخلوق سے زیادہ ناپسندیدہ شخصیت تھے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ساری مخلوق سے زیادہ محبوب ہو گئے۔ الغرض آپ صلی اللہ علیہ وسلم مختلف سرداران عرب کو عطا فرماتے رہے۔ ان سب کی تعداد پچاس سے زائد بیان کی گئی ہے۔ (صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فی سخاءٖ روایت 2313)

(شرح زرقانی علی مواہب اللدنیۃ جلد 4 صفحہ 21 دار الکتب العلمیۃ 1996ء) (سبل الھدیٰ والرشاد جلد 5 صفحہ 396 دار الکتب العلمیۃ 1993ء)

اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن ثابتؓ کو باقی لوگوں کو بلانے کا ارشاد فرمایا اور ان میں مالِ غنیمت تقسیم فرمایا۔ ہر ایک کے حصے میں چار اونٹ یا چالیس بکریاں آئیں اور یوں آپؐ نے وہ مالِ غنیمت جو ابھی تک کا سب سے زیادہ مال تھا سارے کا سارا لوگوں میں تقسیم فرما دیا۔

(شرح زرقانی علی مواہب اللدنیۃ جلد 4 صفحہ 27 دار الکتب العلمیۃ 1996ء) (غزوہ حنین از باشمیل صفحہ 270 نفیس اکیڈمی)

(دائرہ معارف سیرت محمد رسول اللہ ﷺ جلد 9 صفحہ 289، 323 بزم اقبال لاہور)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا یہ پہلو قابل غور ہے کہ مخالفین آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی جنگوں کے متعلق یہ الزام لگاتے ہیں کہ مسلمان چونکہ غریب اور مال و دولت سے محروم تھے اس لیے جنگیں شروع کی گئیں۔ اگر اس بات میں تھوڑی سی بھی حقیقت ہوتی تو جنگ حنین کے اموال غنیمت کی تقسیم کچھ اَور طریقے سے ہوتی لیکن یہاں تو ہم دیکھتے ہیں کہ مالِ غنیمت کا ایک بھاری حصہ تالیفِ قلب کے لیے غیروں کو دیا گیا۔

(ماخوذ از سیرت النبیؐ از شبلی نعمانی حصہ اول صفحہ 396، حصہ چہارم صفحہ 247 مکتبہ اسلامیہ 2012ء)

قریش کے امراء کو دیا گیا بلکہ بعض روایات کے مطابق تو سارے کا سارا مال دوسرے لوگوں میں تقسیم کر دیا گیا تھا گو اس میں مصالح کچھ بھی ہوں لیکن یہ تو دنیا نے دیکھ لیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لیے کچھ بھی نہیں رکھا بلکہ بعض روایات کے مطابق جس کی تفصیل آگے آئے گی کہ اپنے جاں نثار اور وفادار ساتھیوں یعنی انصار مدینہ کو بھی اس مال غنیمت میں سے کچھ نہیں دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کو اموال دینے کی ایک حکمت بیان کرتے ہوئے فرمایا: إِنِّيْ أُعْطِيْ قُرَيْشًا أَتَأَلَّفُهُمْ، لِأَنَّهُمْ حَدِيْثُ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ کہ میں قریش کو دے کر ان کے تالیف قلب کا سامان کر رہا ہوں کیونکہ انہیں کفر سے تعلق توڑے ابھی زیادہ عرصہ نہیں ہوا۔ ایمان اتنا مضبوط نہیں ہے۔ (صحیح بخاری، کتاب فرض الخمس، بَابُ مَا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُعْطِي الْمُؤَلَّفَةَ قُلُوْبُهُمْ...حدیث 3146)

بخاری کی ایک اور روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: إِنَّ قُرَيْشًا حَدِيْثُ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ وَمُصِيبَةٍ، وَإِنِّي أَرَدْتُ أَنْ أَجْبُرَهُمْ وَأَتَأَلَّفَهُمْ (صحیح بخاری کتاب المغازی بَابُ غزوۃ الطائف 4334) کہ قریش کے کفر اور تباہی اور بربادی کی مصیبت کا زمانہ نیا نیا گزرا ہے۔ میرا مقصد ان کے نقصان کی تلافی اور ان کی دلجوئی کرنا ہے۔ اور پھر اس پر حکمت تقسیم اور نوازشات کے ایسے بابرکت اثرات سامنے آئے کہ وہ جو آپؐ کے خون کے پیاسے تھے اب ان کے لیے دنیا بھر میں سب سے زیادہ افضل اور محبوب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہو گئے۔ وہ جو پہلے اسلام کو ختم کرنے کے لیے سر دھڑ کی بازی لگانے والے تھے اب اسلام کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے لیے اپنی جانیں قربان کرنے کو تیار ہو گئے اور ان میں سے کئی وہ تھے جو بعد میں اسلامی جنگوں میں شہادت کے مقام پر فائز ہوئے اور ان سب کا اسلام بہترین اسلام ثابت ہوا۔

(دائرہ معارف سیرت محمد ﷺ جلد 9 صفحہ 298-299 بزم اقبال لاہور)

اس موقع پر کچھ منافقین نے اموال کی تقسیم میں اعتراض کرتے ہوئے بے ادبی اور گستاخی کا مظاہرہ بھی کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ اتہام لگایا کہ نعوذ باللہ گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عدل وانصاف سے کام نہیں لیا اور نہ ہی خدا کی رضا کے مطابق کام کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ سنا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک سرخ ہو گیا اور فرمایا اگر اللہ اور اس کا رسول بھی انصاف سے کام نہیں لے گا تو کون ہے جو عدل وانصاف کرے گا۔

پھر آپ نے فرمایا کہ اللہ میرے بھائی موسیٰ پر رحم کرے انہیں اس سے بھی بڑی بڑی تکلیفیں اور اذیتیں پہنچائی گئیں اور انہوں نے صبر سے کام لیا۔ اسی طرح ایک اَور شخص جس کا نام **ذُوالْخُوَيْصِرَہ** تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے جو آج کیا ہے وہ میں نے دیکھا ہے۔ آپ نے فرمایا اچھا کیا دیکھا ہے۔ کہنے لگا آپ نے انصاف سے کام نہیں لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیرا برا ہو اگر میرے پاس عدل نہیں تو کس کے پاس ہے؟ اس پر حضرت عمرؓ اور حضرت خالد بن ولیدؓ کھڑے ہوئے اور عرض کیا اگر اجازت ہو تو اس کی گردن اڑا دی جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں۔ ممکن ہے یہ شخص نماز پڑھتا ہو۔ اب یہ بھی کوئی یقینی بات نہیں لیکن اس شک پہ ہی کہ ممکن ہے یہ نماز پڑھتا ہو اس لیے میں کس طرح کہہ سکتا ہوں اس کی گردن اڑاؤ۔ آجکل کے مسلمانوں کے عمل دیکھیں کیا ہیں۔ اس پر حضرت خالدؓ نے عرض کیا۔ کیا کوئی نمازی ایسی بات کہہ سکتا ہے جو اس کے دل میں نہ ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خالد! مجھے یہ حکم نہیں دیا گیا کہ میں لوگوں کے دل چیر کر یا سینے چاک کر کے دیکھوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ یہ شخص اور اس کے ساتھی قرآن پڑھیں گے اور وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں جائے گا۔ ایمان ان کا سطحی ایمان ہے اور یہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے اس طرح آر پار ہو جاتا ہے کہ تیر پر خون کا ذرا سا بھی نشان نہیں ہوتا۔ تم ان کی نماز اور روزہ کے مقابلے پر اپنی نماز اور روزے کو حقیر جانو گے یعنی وہ بظاہر لمبی لمبی اور باقاعدہ نماز پڑھنے والے ہوں گے اور روزہ رکھنے میں بھی متشدد ہوں گے۔

(سبل الھدیٰ والرشاد جلد 5 صفحہ 404-405 دار الکتب العلمیۃ بیروت 1993ء)

(السیرۃ الحلبیہ جلد 3 صفحہ 173-174 دار الکتب العلمیۃ بیروت 2002ء)

بہت سارے مسلمانوں کے عمل اور خاص طور پر علماء کہلانے والوں کے عمل آجکل ہم دیکھتے ہیں کہ یہی ہو رہے ہیں۔ اس کی پہلے ہی آپؐ نے پیشگوئی فرمائی تھی۔ شارحین بیان کرتے ہیں کہ یہی شخص فتنہ خوارج کے بانیوں میں سے ہوا اور حضرت علیؓ کے زمانے میں یہ گروہ سامنے آیا اور پھر حضرت علیؓ نے ان کے خلاف جہاد کیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس جس طرح ان لوگوں کے بارے میں بیان فرمایا تھا بعینہٖ وہ اسی طرح کے نکلے۔

(ماخوذ از عمدۃ القاری جلد 15 صفحہ 345 دار احیاء التراث 2003ء) (ارشاد الساری لشرح صحیح البخاری جلد 6 صفحہ 159 دار الفکر 2010ء)

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ ’’ذوالخُویصرہ نامی ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے کہا۔ اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) جو کچھ آپ نے آج کیا ہے وہ میں نے دیکھا ہے۔ آپ نے فرمایا تم نے کیا دیکھا‘‘ ہے؟ ’’اس نے کہا میں نے یہ دیکھا ہے کہ آپ نے آج ظلم کیا ہے اور انصاف سے کام نہیں لیا۔‘‘ نعوذ باللہ۔ ’’آپ نے فرمایا تم پر افسوس! اگر میں نے عدل نہیں کیا تو پھر اور کون انسان دنیا میں عدل کرے گا۔ اس وقت صحابہؓ جوش میں کھڑے ہو گئے اور جب یہ شخص مسجد سے اٹھ کر گیا تو ان میں سے بعض نے کہا یا رسول اللہ! یہ شخص واجب القتل ہے۔ کیا آپ اجازت دیتے ہیں کہ ہم اسے مار دیں؟‘‘ اب توہین رسالت کے بارے میں بڑی باتیں کرتے ہیں تو یہاں بھی دیکھ لیں۔

’’آپ نے فرمایا اگر یہ شخص قانون کی پابندی کرتا ہے تو ہم اس کو کس طرح مار سکتے ہیں۔‘‘ یعنی جو ہمارے قاعدے قانون ہیں ان کی پابندی کر رہا ہے تو ٹھیک ہے، کوئی ضرورت نہیں مارنے کی۔

’’صحابہؓ نے کہا یا رسول اللہ! ایک شخص ظاہر کچھ اَور کرتا ہے اور اس کے دل میں کچھ اَور ہوتا ہے۔ کیا ایسا شخص سزا کا مستحق نہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے خدا نے یہ حکم نہیں دیا کہ میں لوگوں سے ان کے دلوں کے خیالات کے مطابق معاملہ کروں۔ مجھے تو یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے ان کے ظاہر کے مطابق معاملہ کروں۔

پھر آپ نے فرمایا یہ اور اس کے ساتھی ایک دن اسلام سے بغاوت کریں گے۔‘‘

ہاں یہ میں بتا دوں کہ مَیں اب تو کچھ نہیں سزا دے رہا لیکن بغاوت کریں گے تو پھر وہ سزا بھی پائیں گے۔ ’’چنانچہ حضرت علیؓ کے زمانہ میں یہ شخص اور اس کے قبیلہ کے لوگ ان باغیوں کے سردار تھے جنہوں نے حضرت علیؓ سے بغاوت کی اور خوارج کے نام سے آج تک مشہور ہیں۔‘‘ (دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم جلد 20 صفحہ 358)

باقی ان شاء اللہ تعالیٰ آئندہ (الفضل انٹرنیشنل ۱۰/اکتوبر ۲۰۲۵، صفحہ ۲ تا ۷)

☆......☆......☆

بقیہ حضورانور کے ساتھ واقفاتِ نو سکاٹ لینڈ کی ملاقات از صفحہ نمبر 02

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ آپ جس انسٹی ٹیوٹ میں جا رہی ہیں، وہ ایک جدید ترین ادارہ ہے۔ وہاں قیام کے دوران آپ کو سیکھنا اور تجربہ حاصل کرنا چاہئے۔ البتہ اگر آپ وہاں کسی ایسی چیز کا مشاہدہ کریں، جس میں بہتری لائی جا سکتی ہے، تو اس کے بارے میں اپنی مفید تجاویز و آرا سے ضرور آگاہ کریں۔

ایک ممبر نے حضور انور سے دریافت کیا کہ جہنم کا منظر کیسا ہوگا؟

اِسپر حضور انور نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ عذاب دیتا ہے اور کسی پر ناراض ہوتا ہے تو ایک سعید فطرت انسان کے لئے بذاتِ خود یہی ایک قسم کی جہنم ہوتی ہے۔ پس تم اس دنیا میں اچھے کام کرنے کی کوشش کرو تا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے ہمیشہ راضی رہے اور تمہیں جزائے خیر سے نوازے۔ انسان کو اس دنیا میں ہی اپنی جنّت بنانے کی کوشش کرنی چاہئے۔

ایک ممبر نے عرض کیا کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے احمدیت کی سکاٹ لینڈ میں تبلیغ کے حوالے سے ایک رؤیا دیکھی۔ الحمد للہ! کہ جماعت اس حد تک پھیل رہی ہے کہ اب گلاسگو والی مسجد ہماری مختلف تقریبات اور تبلیغی پروگرامز کے لئے چھوٹی پڑ گئی ہے۔ کیا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی اس رؤیا کی مزید کوئی اور تعبیر بھی ہے؟

حضور انور نے اس کی بابت ارشاد فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو بھی آپ اس وقت تبلیغی مساعی کر رہے ہیں اس سے بڑھ کر وسعت دینی چاہئے۔ اس کا مطلب ہے کہ سکاٹ لینڈ میں اسلام احمدیت کے پیغام کو پھیلانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اگر آپ یہ کام خلوص نیت اور دعاؤں کے ساتھ کریں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کی مدد بھی فرمائے گا اور آپ سکاٹ لینڈ میں اسلام کا پیغام بہت تیزی سے پھیلتے ہوئے دیکھیں گے لیکن یہ سب آپ کی اپنی کوشش پر منحصر ہے۔ اگر آپ اس خواب کو پورا کرنا چاہتے ہیں تو اس کے لئے آپ کو سخت محنت کرنی ہوگی۔ اس کا مطلب یہ بھی ہے کہ سکاٹ لینڈ میں رہنے والے تمام احمدیوں کو اسلام کے پیغام کو پھیلانے کے لئے جدو جہد کرنی چاہئے۔

ایک میڈیکل کی طالبہ نے حضور انور کی خدمت میں عرض کیا کہ یونیورسٹی میں بہت سے سٹوڈنٹس یہ سوال کرتے ہیں کہ اگر دنیاوی تعلیم انسان کو اچھے اخلاق سکھاتی ہے اور اگر انسان اپنی دنیاوی زندگی میں مطمئن بھی ہے تو اس دَور میں مذہب کا کوئی مقصد نہیں لگتا تو ہم ایسے لوگوں کو مذہب کی اہمیت کیسے سمجھا سکتے ہیں؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ انہوں نے زندگی کا ایک aspect تو پورا کر لیا لیکن دوسرا نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ مَیں نے انسان کو دو چیزوں کے لئے پیدا کیا ہے۔ ایک یہ کہ اللہ کے حق ادا کرو اور دوسرا یہ کہ بندوں کے حق ادا کرو۔ یہ realize کرنے والی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب ہمیں پیدا کیا ہے تو ہم اس کی شکر گزاری کریں۔ انسان آپ ہی آپ تو نہیں پیدا ہو گیا؟ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ مَیں نے تمہیں پیدا کیا ہے اور تمہارے پیدا کرنے سے پہلے جو سارا infrastructure اور سسٹم بنایا، وہ تمہارے لئے اس لئے بنایا تا کہ تم آرام سے رہ سکو۔

دوسرے یہ کہ مذہب ہی ہے جس نے سارے اچھے اخلاق کی تعلیم دی ہے۔ دنیا میں کوئی مذہب ایسا نہیں ہے، جس میں اخلاقی تعلیم کے بارے میں کوئی contradiction ہو۔ چاہے وہ یہودی ہیں، عیسائی ہیں، ہندو ہیں یا مسلمان ہیں سب نے لوگوں کے حق ادا کرنے کے بارے میں جو اخلاقی تعلیم دی ہے وہ یہی تعلیم ہے کہ لوگوں کے حق ادا کرو۔ تو جو اچھے اخلاق سے پیش آتے ہیں وہ اپنی پیدائش کا ایک aspect تو پورا کر لیتے ہیں لیکن دوسرا جو بڑا aspect ہے وہ پورا نہیں کرتے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے شکر گزار نہیں ہوتے۔

تو اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ ٹھیک ہے، ایسے لوگ جو میری شکر گزاری نہیں کرتے یا مذہب کو کچھ نہیں سمجھتے، اگر وہ اس پر mock نہیں کرتے اور اس پر استہزا نہیں کرتے تو ٹھیک ہے مَیں ان کو تھوڑی سزا دوں گا مگر اس دنیا میں نہیں دوں گا، لیکن جو خدمتِ خلق یا دنیاوی لوگوں کی خدمت یا اچھے اخلاق کا reward ہے وہ ان کو مل جائے گا۔

ان سے کہنا کہ ہم یہ مانتے ہیں کہ ہمیں اللہ نے پیدا کیا اور اللہ تعالیٰ نے پیدا کرنے سے پہلے ہمیں ایک سسٹم بنا دیا۔ ہمارے ماں باپ، بہن بھائی، پڑھنے، لکھنے کے سارے resources مہیا کر دیے۔ یہ چیزیں اس بات کی ڈیمانڈ کرتی ہیں کہ ہم اس کا شکر کریں۔ اس کا مطلب ہے کہ اگر ہم ایک طرف اللہ کا شکر نہیں ادا کر رہے تو ہم پوری طرح grateful نہیں ہیں لہٰذا آپ کے اخلاق کا جو ایک پہلو ہے وہ تو ختم ہو گیا۔ بندوں کے لئے تو آپ نے کر دیا لیکن اللہ کے لئے نہیں کیا۔

اس لئے ہم احمدی مسلمان اس بات کو مانتے ہیں کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے دو مقاصد کے لئے پیدا کیا ہے، ایک اس کی عبادت کرنا، اس کا حق ادا کرنا، اس کی شکر گزاری کرنا کہ اس نے ہمیں اتنا کچھ دے دیا ہے۔ دوسرا یہ کہ دنیا میں لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آنا اور ان کا حق ادا کرنا۔

بچپن میں پسندیدہ کھیل کے بارے میں دریافت کیے جانے پر حضور انور نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ حضور بچپن میں کرکٹ شوق سے کھیلتے تھے۔

ایک ناصرہ نے سوال کیا کہ مَیں اپنی کلاس فیلوز کو خدا پر ایمان لانے کے بارے میں کس طرح قائل کر سکتی ہوں؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ آپ انہیں اپنا ذاتی تجربہ بتا سکتی ہو۔ موصوفہ سے استفہامیہ انداز میں حضور انور نے استفسار فرمایا کہ کیا تم خدا پر ایمان رکھتی ہو، کیا تمہارا خیال ہے کہ خدا نے کبھی تمہاری مدد کی ہے اور تمہاری خواہشات اور تمنائیں پوری کی ہیں؟

حضور انور نے تلقین فرمائی کہ پھر تم انہیں بتا سکتی ہو کہ یہ میرا ذاتی تجربہ ہے اس لئے مَیں اس پر ایمان لاتی ہوں۔ جب مَیں دعا کرتی ہوں تو وہ میری دعائیں قبول کرتا ہے۔ لیکن تم کسی کو مجبور نہیں کر سکتی کہ وہ اللہ تعالیٰ کو مانے یا اس پر ایمان لائے۔

اس کے علاوہ تم ہستی باری تعالیٰ کے دس دلائل والی کتاب بھی پڑھو۔ یہ ایک چھوٹا کتابچہ ہے جو تم کو مدد دے گا۔ اسی طرح کتاب ''ہمارا خدا'' بھی پڑھو۔ پھر تمہیں علم ہو گا کہ اس مسئلہ کو مختلف طریق سے کس طرح حل کرنا ہے۔ مختلف لوگوں کے مختلف نظریے اور سمجھنے کے انداز مختلف ہوتے ہیں۔ تو اگر تم ان کتابوں کو پڑھو گی تو تمہیں پتا چلے گا کہ کس طرح مختلف مواقع پر اس سوال کا سامنا کرنا ہے۔ ہمیشہ اپنا نمونہ دکھاؤ۔ کہو کہ مَیں اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتی ہوں اور مَیں نے اس کی ذات کا تجربہ کیا ہے۔

بعد ازاں تمام شرکائے مجلس کو از راہِ شفقت حضور انور کے دستِ مبارک سے قلم کا تبرک حاصل کرنے کا بھی شرف حاصل ہوا۔ حضور انور نے آخر پر سب شاملین کو السلام علیکم کا تحفہ عطا فرمایا اور اس طرح سے یہ ملاقات بخیر و خوبی انجام پذیر ہوئی۔

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 4 جولائی 2024ء)

......☆......☆......☆......

ضرورت ھے

نظامت تعمیرات قادیان کو ایک الیکٹریکل سپروائزر کی

مطلوبہ کوائف/تعلیمی قابلیت/تجربہ

(1) اُمیدوار کی عمر 18 سال سے کم اور 30 سال سے زائد نہ ہو۔ (حالات کے پیشِ نظر استثنائی صورت پر غور کیا جا سکتا ہے)

(2) اُمیدوار کو الیکٹریکل فیلڈ میں سرٹیفکیٹ یا Trade Qualification (مثال کے طور پر صنعتی ادارہ یا ووکیشنل اسکول سے) حاصل ہو۔

(3) اُمیدوار کے پاس الیکٹریکل سپروائزر لائسنس ہو۔

(4) اُمیدوار کو اضافی سرٹیفکیٹس جیسے Safety Certificate,First Aid/CPR Training Certificate,HV/LV Switching Operations حاصل ہو۔

(5) اُمیدوار کو الیکٹریکل انسٹالیشن، مرمت یا پروجیکٹ ورک میں کم از کم 02 سالہ عملی تجربہ ہو۔

(6) سپروائزر یا Lead Technician Role کا کم از کم 1 سالہ تجربہ ہو۔

(7) Industrial electrical systems,Control panels,Switchgear, Power Distribution Systems,Wiring and Conduit Systems کے کام کا تجربہ ہو۔

(8) Electricians یا Technicians کی ٹیم کو مینیج کرنے کا تجربہ ہو۔

(9) اُمیدوار کو الیکٹریکل Codes اور حفاظتی معیارات کی گہری سمجھ ہو۔

(10) الیکٹریکل Drawings اور Blueprints کو پڑھنے اور سمجھنے کی صلاحیت ہو۔

(11) الیکٹریکل مسائل کے Troubleshooting کا تجربہ ہو۔

(12) اچھی کمیونیکیشن اور ٹیم لیڈر شپ کی مہارت ہو۔

(13) اُمیدوار صحت مند ہو۔ دینی و اخلاقی حالت اچھی ہو۔ مہذب ہو اور کام کرنے والوں کے ساتھ حِلم کا رویہ رکھتا ہو۔

ضروری ہدایات:

(1) ہفت روزہ اخبار بدر میں شائع آخری اعلان کے بعد 2 ماہ کے اندر جو درخواستیں موصول ہوں گی انہیں پر غور ہوگا۔

(2) خواہشمند اُمیدوار اپنی درخواستیں مطبوعہ فارم پر اپنے ضلع امیر/ مقامی امیر/صدر جماعت/مبلغ انچارج کے تصدیقی دستخط مع مہر کے ساتھ ارسال کریں۔

(3) انٹرویو میں کامیابی کی صورت میں اُمیدوار کو نور ہسپتال قادیان سے طبی معائنہ کروانا ہوگا اور صرف وہی اُمیدوار خدمت کا اہل ہوگا جو نور ہسپتال کے طبی بورڈ کی رپورٹ کے مطابق صحت مند اور تندرست ہوگا۔

(4) سفر خرچ قادیان آمد و رفت و اخراجات میڈیکل سرٹیفکیٹ اُمیدوار کے اپنے ذمہ ہوں گے۔

(5) بوقتِ انٹرویو اپنی اصل تعلیمی سندات اپنے ہمراہ لانا ضروری ہوگا۔

نوٹ: انٹرویو کی تاریخ سے اُمیدواران کو بعد میں مطلع کیا جائے گا۔

مزید معلومات کے لئے رابطہ کریں

نظارت دیوان صدر انجمن احمدیہ قادیان، گورداسپور پنجاب۔ پن کوڈ: 143516
موبائل: 9682587713,9888232530,9682627592 دفتر: 01872-501130
Email:diwan@qadian.in

سیرت خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم. اے. رضی اللہ عنہ)

(بقیہ)

صلح حُدیبیہ کے تعلق میں

عیسائی مؤرخین کے دو اعتراضات

اور یہ کہنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ الفاظ کہہ کر کہ وَيْلُ اُمِّهٖ مُسْعِرُ حَرْبٍ لَوْ كَانَ لَهٗ اَحَدٌ (یعنی اس کی ماں کے لئے خرابی ہو یہ شخص تو جنگ کی آگ بھڑکا رہا ہے۔ کاش کوئی اسے سنبھالنے والا ہو) ابوبصیر کو اشارہ کیا تھا کہ تم الگ پارٹی بنا کر قریش سے جنگ شروع کردو، کتنا ظلم اور کتنی گندی ذہنیت اور حالات پیش آمدہ سے کتنی جہالت ہے! یہ الفاظ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت اور ناواجب جنگ سے آپؐ کی بیزاری کا بین ثبوت ہیں اور اس بات کو ثابت کرتے ہیں کہ آپؐ ابوبصیر کے اس فعل سے بریت اور بیزاری کا اظہار فرمارہے ہیں نہ یہ کہ اسے کوئی مخفی اشارہ دے کر جنگ پر اُبھارنا چاہتے ہیں۔

اور اگر کوئی شخص یہ خیال کرے جیسا کہ سر ولیم میور نے خیال کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخری الفاظ لَوْ كَانَ لَهٗ اَحَدٌ کے یہ معنی بھی ہوسکتے ہیں کہ ’’اگر اسے کوئی ساتھی مل جائے‘‘ اور اس سے پتہ لگتا ہے کہ آپؐ کا یہی منشا تھا کہ اگر ابوبصیر کو کوئی ساتھی مل جائے تو وہ جنگ کی آگ بھڑکا سکتا ہے اور اس طرح اس کلام میں گویا جنگ کی انگیخت کا اشارہ پایا جاتا ہے تو اس کا یہ جواب ہے کہ اول تو جو معنی ہم نے کئے ہیں وہ عربی محاورہ کے عین مطابق ہیں جس کی مثالیں حدیث میں بھی کثرت سے ملتی ہیں۔ علاوہ ازیں اگر بالفرض دوسرے معنی جائز بھی ہوں تو پھر بھی عبارت کے سیاق وسباق کے ماتحت اس فقرہ کا مطلب اس کے سوا کوئی اور نہیں لیا جاسکتا کہ اگر ابوبصیر کو اس کا کوئی ہم خیال ساتھی مل جائے تو یہ جنگ کی آگ بھڑکا دے مگر شکر ہے کہ اسے مدینہ میں کوئی ایسا ساتھی میسر نہیں۔ پس خواہ کوئی معنی لئے جائیں اس عبارت کا سیاق وسباق اور اس کے ابتدائی ٹکڑے اس بات کا کافی وشافی ثبوت ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منشا ابوبصیر کو ملامت کرنا تھا نہ کہ جنگ کے لئے اُبھارنا۔ کیا اپنے کلام کو اس غصہ اور ملامت کے الفاظ سے شروع کرنے والا شخص کہ ’’فلاں شخص کی ماں کے لئے خرابی ہو وہ تو جنگ کی آگ بھڑکانے والا ہے۔‘‘ اس کے معاً بعد اس قسم کے الفاظ منہ پر لاسکتا ہے کہ ’’ہاں ہاں جنگ کی آگ بھڑکاؤ؟‘‘ آخر اعتراض کرنے کے شوق میں عقل کو تو ہاتھ سے نہیں دینا چاہئے! پھر سب سے بڑی بات یہ دیکھنے والی ہے کہ خود ابوبصیر پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان الفاظ نے کیا اثر کیا اور اس نے آپؐ کا کیا مطلب سمجھا۔ سو اس کے متعلق اسی روایت میں یہ الفاظ آتے ہیں کہ:

فَلَمَّا سَمِعَ ذٰلِكَ عَرَفَ اَنَّهٗ سَيَرُدُّهٗ اِلَيْهِمْ۔

یعنی ’’جب ابوبصیر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ الفاظ سنے تو اس نے سمجھ لیا کہ آپ بہرحال اسے مکہ والوں کی طرف واپس لوٹا دیں گے۔‘‘ جس پر وہ چپکے سے بھاگ کر دوسری طرف نکل گیا۔

افسوس! صد افسوس!! کہ جس شخص کو مخاطب کرکے یہ الفاظ کہے گئے وہ خود تو ان کا یہ مطلب سمجھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے اس فعل کو ناپسند کیا ہے اور آپؐ بہرحال اسے مکہ کی طرف واپس لوٹا دیں گے مگر ہمارے تیرہ سو سال بعد آنے والے مہربان یہ کہہ رہے ہیں کہ دراصل آپؐ نے ابوبصیر کو الگ پارٹی بنا کر جنگ کرنے کی انگیخت کی تھی۔ تعصب کا ستیاناس ہو۔ بے انصافی کی بھی کوئی حد ہونی چاہئے۔

اسلامی سیاست اسلام کے دینی نظام سے علیحدہ بھی ہوسکتی ہے

ابوبصیر والے واقعہ سے اسلامی اصول سیاست کے متعلق بھی ایک اہم استدلال ہوتا ہے یعنی یہ کہ خاص حالات میں بعض علاقوں کے مسلمانوں کی سیاست ان کے مشترکہ دینی نظام سے علیحدہ بھی ہوسکتی ہے۔ میرا یہ مطلب نہیں کہ مسلمانوں کو اپنے ایسے سیاسی نظام میں جو خود ان کے اپنے اختیار میں ہو اسلامی اصولوں کے ترک کردینے کا اختیار ہے۔ کیونکہ بہرحال جو قوم بھی اسلام پر ایمان لاتی ہے اس کا فرض ہے کہ اپنی دینی اور دنیوی زندگی کو اسلام کی تعلیم کے مطابق بنائے۔ پس میری مراد یہ نہیں کہ مسلمانوں کا کوئی حصہ اپنی سیاست میں دینی اصولوں کو ترک کردینے کا حق رکھتا ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ اگر مسلمان دو یا دو سے زیادہ علیحدہ علیحدہ ملکوں میں آباد ہوں، یا جغرافیائی لحاظ سے ایک ملک میں رہتے ہوئے بھی ان کی تنظیم ایک دوسرے سے جداگانہ ہو تو وہ ایک مشترکہ امام اور مقتدا کی دینی اور روحانی قیادت کے نیچے ہوتے ہوئے بھی اپنی علیحدہ علیحدہ سیاست قائم کرسکتے ہیں بلکہ اگر اس صورت میں ایک پارٹی امام کی روحانی اقتدا کے علاوہ امام کے ساتھ رہنے کی وجہ سے اس کی سیاست میں منسلک ہو تو پھر بھی دوسری پارٹی امام کی دینی اور روحانی اقتدا میں ہونے کے باوجود اپنا علیحدہ سیاسی نظام رکھ سکتی ہے گویا اس صورت میں جہاں ایک پارٹی دینی اور سیاسی ہر دو لحاظ سے امام کے ساتھ ہوگی وہاں دوسری پارٹی دینی لحاظ سے تو امام کے ساتھ ہوگی مگر سیاست میں علیحدہ نظام رکھے گی۔ یہ استدلال ابوبصیر کے واقعہ سے اس طرح ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قریش مکہ کی اس شرط کو قبول کیا کہ اگر مکہ کا کوئی مسلمان مدینہ میں آئے تو آپؐ اسے مدینہ میں رکھ کر اپنی سیاست میں شامل نہیں کریں گے بلکہ واپس لوٹا دیں گے اور پھر اس شرط کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عملاً بھی ابوبصیر اور اس کی پارٹی کو ان کے مسلمان ہونے کے باوجود مدینہ کی سیاست سے خارج رکھا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صلح کی اس شرط کو قبول کرنا اور اس کے مطابق عمل کرنا ثابت کرتا ہے کہ آپؐ نے اس طریق کو جائز قرار دیا ہے کہ مختلف علاقوں کے مسلمان ایک دین پر قائم ہوتے ہوئے بلکہ ایک امام کے ماتحت ہوتے ہوئے بھی اپنی علیحدہ علیحدہ سیاست رکھ سکتے ہیں اور یہ ایک نہایت اہم استدلال ہے جو ابوبصیر کے واقعہ کے تعلق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمل سے ہوتا ہے اور دراصل اسی قسم کے حالات کے پیش نظر قرآن شریف کی یہ آیت نازل ہوئی ہے کہ:

وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا ۚ فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ۔

یعنی ’’اگر مومنوں میں سے دو پارٹیاں آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کرادو پھر اگر صلح کے بعد ان میں سے کوئی پارٹی دوسری کے خلاف سینہ زوری اور سرکشی سے کام لے (اور شرائط کو توڑے) تو پھر سب مل کر اس پارٹی کے خلاف لڑائی کرو جو سرکشی سے کام لے رہی ہو یہاں تک کہ وہ سیدھی ہوکر خدا کے فیصلہ کے سامنے جھک جائے۔ پھر اگر وہ سینہ زوری اور سرکشی سے باز آکر جھک جائے تو پھر ان دونوں پارٹیوں کے درمیان پورے عدل وانصاف کے ساتھ صلح کرا دو اور دیکھو عدل کے ترازو کو بہرحال برابر رکھو۔ کیونکہ خدا عدل کرنے والے لوگوں کو پسند کرتا ہے۔‘‘

اس آیت کے الفاظ بتاتے ہیں کہ یہاں افراد کی لڑائی یا ایک سیاسی نظام کے اندر رہنے والی پارٹیوں کی باہم لڑائی مراد نہیں ہے بلکہ ایسی پارٹیوں کی لڑائی مراد ہے جو اسلام پر قائم ہونے اور دینی لحاظ سے متحد ہونے کے باوجود علیحدہ علیحدہ سیاسی نظام رکھتی ہیں بلکہ یہ وہ زریں اصول ہے جو صرف اسلامی پارٹیوں کے ساتھ ہی مخصوص نہیں بلکہ دنیا کی تمام قوموں اور تمام پارٹیوں پر یکساں چسپاں ہوتا ہے اور دراصل یہی وہ اصول ہے جو برسر پیکار قوموں کے درمیان حقیقی امن قائم کرنے کا ذریعہ بن سکتا ہے۔

(سیرت خاتم النّبیین، صفحہ 784 تا 787، مطبوعہ قادیان 2006)

❀❀❀

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

عجب گوہر ہے جس کا نام تقویٰ ✡ مبارک وہ ہے جس کا کام تقویٰ
سنو! ہے حاصل اسلام تقویٰ ✡ خدا کا عشق مے اور جام تقویٰ

طالبِ دُعا: سیّد زمرود احمد ولد سیّد شعیب احمد اینڈ فیملی، جماعت احمدیہ بھونیشور (صوبہ اڈیشہ)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

چندہ دینے سے ایمان میں ترقی ہوتی ہے اور یہ محبت اور اخلاص کا کام ہے،
پس اللہ تعالیٰ سے محبت اور رسولؐ سے محبت کا تقاضا ہے
کہ قربانی میں ہمارے قدم ہمیشہ آگے بڑھتے رہیں

(خطبہ جمعہ فرمودہ 12/جنوری 2007ء)

طالبِ دعا: SK Ghulam Mashi/Jaibun Nisha and with family

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

سب کا وہی سہارا رحمت ہے آشکارا ✡ ہم کو وہی پیارا دِلبر وہی ہمارا
اُس بِن نہیں گزارا غیر اُس کے جھوٹ سارا ✡ یہ روز کر مبارک سُبْحٰنَ مَنْ یَّرَانِی

طالبِ دُعا: زبیر احمد اینڈ فیملی، جماعت احمدیہ دارجلنگ (صوبہ مغربی بنگال)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

اللہ تعالیٰ نے مالی قربانی کرنے والوں کو اپنے فضلوں کو حاصل کرنے والا بتایا ہے......
ہمیشہ ہر احمدی کو مالی قربانیوں میں آگے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرنی چاہئے

(خطبہ جمعہ فرمودہ 12/جنوری 2007ء)

طالبِ دعا: افراد خاندان مکرم شیخ رحمۃ اللہ صاحب (جماعت احمدیہ سورو، صوبہ اڈیشہ)

تذکارِ مہدی

سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کی سیرت طیبہ سے متعلق حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی روایات

مرتبہ مکرم حبیب الرحمٰن زیروی صاحب

دوسروں کو دیکھ کر رنگ پکڑتے ہیں

ہمارے ملک میں مثل مشہور کہ خربوزہ خربوزے کو دیکھ کر رنگ پکڑتا ہے۔ اگر محلّہ میں ایک شخص نماز نہیں پڑھتا تو اُسے دیکھ کر دو چار اَور بچے بھی ایسے نکل آتے ہیں جو نماز چھوڑ دیتے ہیں۔ اگر ان میں سے کسی بچہ کو ماں کہتی ہے کہ تم نماز پڑھا کرو تو وہ کہتا ہے تم مجھے نماز کے لئے کہتی ہو فلاں شخص بھی نماز نہیں پڑھتا۔ اس لئے اگر میں نے نماز نہ پڑھی تو کیا ہوا۔ پھر جب دو تین بچے سست ہو جاتے ہیں تو پانچ سات اَور ایسے ہو جاتے ہیں جو اُن کی نقل میں نماز پڑھنا چھوڑ دیتے ہیں۔ مائیں ڈانٹتی ہیں تو وہ کہتے ہیں سارا محلّہ نماز نہیں پڑھتا میرا کیا ہے۔ اگرچہ محلّہ میں صرف پانچ سات اشخاص ہی ایسے ہوتے ہیں جو نماز نہیں پڑھتے لیکن وہ کہتے یہی ہیں کہ سارا محلّہ نماز نہیں پڑھتا۔ اس طرح آہستہ آہستہ نماز کی عادت کم ہو جاتی ہے۔

یہی حال رسم و رواج کا ہے۔ آخر جب تک سگریٹ نہیں نکلا تھا لوگ اس کے بغیر گزارہ کرتے تھے۔ لیکن اب جس کو بھی کہا جاتا ہے کہ تم سگریٹ نہ پیو تو وہ بہانے بناتا ہے لیکن سگریٹ پینا ترک نہیں کرتا۔ اِس کی وجہ یہی ہے کہ لوگ دوسروں کو سگریٹ پیتے دیکھتے ہیں تو انہیں بھی سگریٹ پینے کا شوق آتا ہے اور وہ شوق میں سگریٹ پینا شروع کر دیتے ہیں۔

مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ میں نے اور میر محمد اسحٰق صاحبؓ نے حضرت اماں جانؓ کو گھر میں حُقہ پیتے دیکھا۔ آپؓ کو اُن دنوں نفخ کی تکلیف تھی جس کی وجہ سے چند دنوں کے لئے حکیم نے علاج کے طور پر حُقہ پینا بتایا تھا۔ ہم نے حُقہ گھر میں دیکھا تو حُقہ پینے کا شوق ہوا۔ چنانچہ ہم دونوں حُقہ لے کر بیٹھ گئے اور اتنا حُقہ پیا کہ مجھے بخار چڑھ گیا اور مجھے وہاں سے اُٹھا کر بستر پر لٹایا گیا۔ حضرت اماں جانؓ نے ہمیں حُقہ پینے کی اجازت بچہ سمجھ کر دے دی اور خیال کیا کہ یونہی منہ میں لے کر چھوڑ دیں گے اور خود کسی گھر تشریف لے گئیں۔ مگر ہم کھیل کھیل میں ایک دوسرے کے مقابل پر شرطیں لگا کر حُقہ پیتے گئے یہاں تک کہ بخار چڑھ گیا۔

(خطبات محمود جلد 33 صفحہ 365-362)

خالص دودھ کی تلاش

انگریز بند ڈبوں میں دودھ بیچتے ہیں اور اس میں کوئی ملونی نہیں ہوتی لیکن ہمارے ہاں جو دودھ بیچتے ہیں اس میں عام طور پر پانی ملا ہوا ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی کا واقعہ ہے کہ میر محمد اسحاق صاحبؓ کو ایک دفعہ یہ خیال پیدا ہوا کہ کسی طرح ان دھوکے بازوں کو پکڑا جائے۔ اُنہوں نے ایک آلہ منگوایا جس سے کہ معلوم ہو جاتا ہے کہ دودھ میں ملونی ہے یا نہیں۔ اس آلے میں ایک مقام پر ایک نشان لگا ہوتا ہے جو دودھ کے وزن کے مطابق ہوتا ہے (ہر چیز کا ایک خاص وزن ہوتا ہے اور دودھ کا بھی ایک وزن ہوتا ہے۔) اگر اس نشان تک آلہ دودھ میں رہے تو دودھ ٹھیک سمجھا جاتا ہے اور اگر وہ آلہ اس نشان سے اونچا رہے تو سمجھا جاتا ہے کہ دودھ میں پانی ملایا گیا ہے۔ چونکہ پانی کا وزن کم ہوتا ہے اور دودھ کا زیادہ اس لئے جب پانی دودھ میں ملتا ہے تو دونوں کا وزن مل کر ایک نیا وزن بن جاتا ہے جو کہ دودھ کے وزن سے ہلکا ہوتا ہے اور آلہ اس نشان تک دودھ میں نہیں ڈوبتا جتنا خالص دودھ ہونے کی وجہ سے ڈوبنا چاہئے اس طرح معلوم ہو جاتا ہے کہ دودھ میں پانی ملایا گیا ہے۔ وہ آلہ منگوا کر میر صاحبؓ نے شہر میں پھرنا شروع کر دیا اور جس نے بھی دودھ بیچنے کے لئے آنا کہنا کہ دودھ دکھاؤ۔ اگر ٹھیک ہوتا تو اس کو کہہ دینا ٹھیک ہے جاؤ اور بیچو اور اگر آلہ نے دودھ کو ناقص بتانا تو ان کو دودھ بیچنے سے منع کر دینا۔ یہ ان کا مشغلہ ہو گیا تھا کہ سارا دن اِدھر اُدھر پھرنا اور جس کو دیکھنا بلانا اور آلہ لگانا۔ اُس وقت ہسپتال اس چوک میں جہاں پر کہ بُک ڈپو ہے ہوتا تھا اور غالباً ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب وہاں کام کرتے تھے۔ بہرحال جو بھی تھے انہوں نے ایک شخص کے متعلق کہا کہ آلہ کے ذریعہ ہم نے کئی دفعہ اس کا دودھ دیکھا ہے اور یہ دودھ ٹھیک ہے۔ اس لئے دودھ اس سے لیا جائے۔ مگر اتفاق ایسا ہوا کہ ایک دفعہ وہی شخص برتن میں سے ایک گڑوی دودھ نکال کر کسی کو دینے لگا تو اس میں سے چھوٹی سی مچھلی کود کر باہر آ پڑی۔ اصل میں وہ ہوشیار آدمی تھا اس نے جب دیکھا کہ یہ آلہ لگاتے ہیں تو اس نے ڈھاب کا پانی ڈالنا شروع کر دیا۔ ڈھاب کے پانی میں مٹی ملی ہوئی ہوتی ہے اور مٹی بھاری ہوتی ہے اس لئے پانی کا وزن زیادہ ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے آلہ اس مقررہ نشان تک پہنچ جاتا اور دھوکا بازی کا پتہ نہ لگتا۔ لوگ سمجھتے کہ بڑا دیانتدار ہے کیونکہ آلہ دودھ کے مقررہ نشان تک پہنچ جاتا ہے لیکن ایک دن مچھلی کود کر باہر آ پڑی تو پھر اُس کی چالاکی کا علم ہوا۔ جس قوم میں دھیلے دھیلے اور دمڑی دمڑی کے لئے اتنی دھوکا بازی کی جاتی ہو اور جو قوم دمڑی دمڑی پر اتنی حریص ہو اور جس قوم کے ایسے اخلاق ہوں وہ لوگوں پر کیا رُعب قائم رکھ سکتی ہے۔

(مسلمانوں نے اپنے غلبہ کے زمانہ میں اخلاق کا اعلیٰ نمونہ دکھایا، انوار العلوم جلد 18 صفحہ 225-224)

اظہارِ غم اور افسردگی

حضرت حمزہؓ کی شہادت پر برابر آپؐ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور تھمتے نہیں تھے۔ ان کی وفات کے سالہا سال بعد جب ان کا قاتل وحشی آپؐ کے سامنے آیا تو آپؐ نے فرمایا تو بے شک مسلمان ہے اور میں تجھے معاف کرتا ہوں لیکن میرے سامنے نہ آیا کر۔ تجھے دیکھ نہیں سکتا۔ حالانکہ وحشی ہی وہ شخص تھا جو عین لشکر کفار کے قلب میں اس وقت گھس گیا جبکہ باقی فوج پیچھے ہٹ گئی تھی اور لوگ اس کو بھی پیچھے ہٹنے کے لئے کہہ رہے تھے لیکن اس نے کہا کہ میں ایسا نہیں کر سکتا جب تک میں حضرت حمزہؓ کے قتل کے عوض میں کسی بڑے کافر سردار کو نہ قتل کروں گا اس وقت تک پیچھے نہیں ہٹوں گا۔ چنانچہ اس نے اس وقت مسیلمہ کو قتل کر دیا۔ یہ اس کے ایمان اور اخلاص کا حال تھا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو میرے سامنے نہ آیا کر میں تجھے نہیں دیکھ سکتا۔

اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حال سن لو۔ مولوی عبدالکریم صاحبؓ بیمار ہوئے تو مولوی صاحبؓ نے بار بار حضرت صاحبؑ کی خدمت میں درخواست بھیجی کہ حضورؑ مجھے اپنی زیارت کرا جائیں لیکن آپؑ نے فرمایا کہ میں مولوی صاحبؓ کی تکلیف کو نہیں دیکھ سکتا۔ مجھے اس وقت خود دورہ شروع ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ آپ نے اس کمرہ کو بھی چھوڑ دیا جس میں مولوی صاحبؓ کے کراہنے کی آواز آتی تھی پھر ان کی وفات کے بعد مغرب اور عشاء کی نماز میں آنا ہی چھوڑ دیا تھا کیونکہ وہاں جب مولوی صاحبؓ کو موجود نہیں پاتے تھے اور وہ یاد آ جاتے تو آپؑ کو سخت تکلیف ہوتی اور فرماتے کہ مجھے بیماری کا دورہ شروع ہو جاتا ہے۔

پس آنسوؤں سے رونا اور اظہار غم افسردگی اور اس کا اتنا لمبا اثر جو سالوں تک رہے یہ تو ثابت شدہ باتیں ہیں۔ انبیاءؑ اور ان کے متبعین کے حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک غم ان کو ان وجودوں کے متعلق ہوتا ہے جن کے ساتھ ان کا صرف جسمانی تعلق ہو اور ایک غم ان کو ان وجودوں کے متعلق ہوتا ہے جو ان کے ممد و مددگار ہوتے ہیں اور یہ غم بہت عرصہ تک جاری رہتا ہے اور ان کی یاد میں ہمیشہ ان کے آنسو بہتے اور ان پر رقت کی حالت طاری ہو جاتی ہے کیونکہ وہ احسان فراموش نہیں ہوتے۔

ہمارے سلسلہ میں سے ماسٹر عبدالحق فوت ہوئے ان کا ذکر کرتے وقت اب بھی مجھے رقت آ جاتی ہے حالانکہ ان کا ایک بیٹا بھی موجود ہے اور وہ ہنس ہنس کر ان کا ذکر کر لے گا لیکن میں ایسا نہیں کر سکتا کیونکہ جیسا وہ کام کرتے تھے ایسا کام کرنے والا مجھے آج تک نہیں ملا۔ وہ زندگی وقف کر کے قادیان چلے آئے تھے اور انگریزی میں ترجمہ کرنے کا کام اس تیزی سے کر سکتے تھے کہ میں اردو میں مضمون اتنی جلدی نہیں لکھ سکتا تھا۔ اب چودھری ظفر اللہ خان صاحب ان کے قریب قریب کام کر لیتے ہیں مگر نہ تو انہوں نے ابھی زندگی وقف کی ہے اور وہ باہر رہتے ہیں اور نہ اس قدر تیزی سے کام کر سکتے ہیں۔

(افراد سلسلہ کی اصلاح و فلاح کے لئے دلی کیفیت کا اظہار۔ انوار العلوم جلد 9 صفحہ 8-7)

حضرت مولوی عبدالکریمؓ کی وفات

1906ء آیا۔ مولوی عبدالکریمؓ صاحب بیمار ہوئے میری عمر سترہ سال کی تھی اور ابھی کھیل کود کا زمانہ تھا۔ مولوی صاحبؓ بیمار تھے اور ہم سارا دن کھیل کود میں مشغول رہتے تھے۔ ایک دن یخنی لے کر میں مولوی صاحبؓ کے لئے گیا تھا اس کے سوا یاد نہیں کہ کبھی پوچھنے بھی گیا ہوں۔ اس زمانہ کے خیالات کے مطابق یقین کرتا تھا کہ مولوی صاحبؓ فوت ہی نہیں ہو سکتے۔ وہ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد فوت ہوں گے۔ مولوی عبدالکریمؓ صاحب کی طبیعت تیز تھی ایک دو سبق ان کے پاس الف لیلہ کے پڑھے پھر چھوڑ دیئے۔ اس سے زیادہ ان سے تعلق نہ تھا۔ ہاں ان دنوں میں یہ بحثیں خوب ہوا کرتی تھیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دایاں فرشتہ کونسا ہے اور بایاں کونسا ہے۔ بعض کہتے مولوی عبدالکریم صاحبؓ دائیں ہیں بعض حضرت استاذی المکرّم خلیفہ اوّلؓ کی نسبت کہتے کہ وہ دائیں فرشتے ہیں علموں اور کاموں کا موازنہ کرنے کی اس وقت طاقت نہ تھی اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس محبت کی وجہ سے جو حضرت خلفیہ اوّلؓ مجھ سے کیا کرتے تھے میں نورالدینیوں میں سے تھا۔ ہم نے ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بھی دریافت کیا اور آپؑ نے ہمارے خیال کی تصدیق کی۔ غرض مولوی

باقی صفحہ نمبر 11 پر ملاحظہ فرمائیں

اُذْكُرُوْا مَوْتَاكُمْ بِالْخَيْرِ

محترم مولوی عبدالواحد صاحب درویش مرحوم

امتہ الشافی رومی صاحبہ اہلیہ مکرم محمد موسیٰ صاحب قادیان

ایک فرشتہ صفت انسان، شلوار قمیص میں ملبوس، سر پر پگڑی اور کمر جھکی ہوئی ہر وقت وضو کرتے اور نماز کیلئے مسجد جانے کی تیاری میں مصروف نظر آنے والی بزرگ ہستی میرے دادا جان محترم مولوی عبدالواحد صاحب درویش مرحوم تھے۔ آپ کے والد صاحب کا نام محترم شیخ عبداللہ تھا۔ آپ موضع گمرولہ پونچھ کے رہنے والے تھے۔ سکھوں میں سے اسلام قبول کرنے کے بعد قادیان آکر درویشوں میں شامل ہو گئے تھے۔ آپ نے 1929ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ آپ نیک صالح تہجد گزار اور صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے۔

آپکی شادی ہماری دادی جان مکرمہ کنجی فاطمہ صاحبہ سے 1956 میں ہوئی جو کہ مالا بار کی رہنے والی تھیں۔ آپ کی دو بیٹیاں مکرمہ زینب نسرین صاحبہ اور مکرمہ بشریٰ رقیہ صاحبہ ہیں جبکہ میرے والد مکرم عبدالمومن صاحب مالاباری میری دادی جان کے پہلے خاوند کے بیٹے ہیں۔ آپ نے ہمارے والد کے ساتھ سگے بچوں جیسا سلوک کیا۔ ہم بچوں کو کبھی اس بات کا احساس نہیں ہوا کہ آپ ہمارے سگے دادا نہیں ہیں اور ہم بچوں کے ساتھ بہت محبت کا سلوک روا رکھا۔ دکان میں جب کوئی نئی کھانے کی چیز آتی تو پہلے گھر میں ہم بچوں کے لئے لے کر آتے۔

آپ صبح تہجد سے ہی مسجد مبارک چلے جاتے اور پھر فجر کی نماز کے بعد اپنی کریانے کی دکان جاتے اور صبح کا ناشتہ ہم بچوں میں سے ہی کوئی ان کے لئے لے کر جاتا۔ اور پھر سلسلہ شروع ہو جاتا غرباء کی امداد کا جو ضرورت مند آتا ادھار سودا لے جاتا اور پھر اس سے پیسے کا مطالبہ نہ کیا جاتا۔ کوئی اگر کہتا کہ میرے گھر چولہا نہیں جلا تو آپ بہت تکلیف محسوس کرتے اور اس کی ہر طرح سے مدد کرنے کی کوشش کرتے۔ حضرت الحاج مولوی عبدالرحمٰن صاحب رضی اللہ عنہ کو بھی اطلاع دیتے کہ فلاں ضرورت مند ہے۔

آپ دم بھی کیا کرتے تھے اور لوگوں کو میٹھی پھلیوں اور چینی پر دم کر کے دیتے اور خدا کے فضل سے آپ کے دم سے لوگوں کو شفا ہو جاتی۔ لوگ اپنی گائے، بھینسوں کے لئے بھی دم کرواتے کہ بیمار ہیں اور دودھ نہیں دے رہیں۔ دادا جان دم کر کے جانوروں کو کچھ کھلانے کے لئے دے دیتے۔ ان میں سے زیادہ تر لوگ گاؤں کے ہوتے اور پھر وہ گائے، بھینسوں کے ٹھیک ہونے پر بہت خوشی کا اظہار کرتے اور آپ کو گندم، چاول، ادرک لہسن تحفۃً دے جاتے۔

آپ گاہکوں سے مذاق بھی کرتے اور مزاحیہ شعر کہتے اور سامان فروخت کرنے کے ساتھ بچوں کو چونگا بھی دیتے۔ دکان میں سامنے پیپے جن میں آگے شیشہ لگا ہوتا ترتیب سے میز پر رکھے ہوتے ان پیپوں میں پھلیاں، بھنے چنے، میٹھے بھنے چنے، موٹی سیویاں، ریوڑیاں اور مونگ پھلیاں بھری ہوتیں اور دروازہ پر تلی ہوئی پیلے رنگ کی پھوکنیوں کے پیکٹ لٹک رہے ہوتے۔ داہنے طرف بھی کھانے کی اشیاء پیپوں میں ہوتیں جن میں رس اور بسکٹ وغیرہ ہوتے ان کے نیچے گھڑے میں کھانے کا چونا تیار کیا ہوا ہوتا اور پان کے لئے کتھا بھی بکتا تھا۔ اندر لمبی دکان جہاں تختے پر گندم اور دھان پھیلا ہوتا جسے صاف کرتے رہتے جو بعد میں غریب لوگوں کو دے دیا جاتا۔ ناشتہ اسی تخت پر بیٹھ کر کرتے تھے۔ ناشتے میں ایک دو کپ چائے اور پراٹھا یا سادی روٹی ہوتی۔ دوپہر اور رات کے کھانے میں آدھی روٹی تھوڑا سا سالن اور سالن اگر خشک ہو یا اس میں مرچ ہو تو اس میں تھوڑا سا دودھ ملا لیتے اور کھانے کے معاملہ میں کسی کو کبھی پریشان نہ کرتے اور کھانے کے بعد اپنے برتن خود پانی سے کھنگال کر رکھتے۔ سو کر اٹھتے تو اپنا بستر خود لپیٹ کر رکھتے۔ پانچوں وقت کی نماز باجماعت مسجد جا کر ادا کیا کرتے۔ اگر نماز کے وقت کوئی گاہک آتا تو کہتے کہ شیطان آیا ہے اور دکان بند کر کے نماز کو چلے جاتے۔ آپ نے بہت سادہ زندگی گزاری۔ پانچ وقت باجماعت نمازوں کے لئے مسجد جانا اور غریبوں سے ہمدردی یہی آپ کا دن رات کا وتیرہ تھا۔ آپ کا پیار او جود ہمارے لئے قابل تقلید نمونہ تھا۔

آپ کی وفات 28 اگست 1989ء کو 86 سال کی عمر میں ہوئی اور بہشتی مقبرہ قادیان میں تدفین ہوئی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور آپ کی اولاد میں آپ کی نیکیاں جاری فرمائے آمین۔

★★★ ★★★

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

ہر ایک قسم کے ہزل اور تمسخر سے مطلقاً کنارہ کش ہو جاؤ
کیونکہ تمسخر انسان کے دل کو صداقت سے دُور کر کے کہیں کا کہیں پہنچا دیتا ہے

(ملفوظات، جلد 1، صفحہ 266، ایڈیشن 1984ء)

طالب دعا: میر موسیٰ حسین ولد مکرم جے میر عطاء الرحمن صاحب امیر جماعت احمدیہ شموگہ (کرناٹک)

اُذْكُرُوْا مَوْتَاكُمْ بِالْخَيْرِ

مکرم عبدالسلام صاحب لون سابق صدر جماعت و نائب امیر رشی نگر

خورشید احمد گنائی امیر ضلع شوپیان کشمیر

بلانے والا ہے سب سے پیارا اسی پہ اے دل تو جان فدا کر

مرحوم الحاج عبدالسلام صاحب لون کی پیدائش 10/مئی 1943ء کو ریشی نگر میں ہوئی تھی۔ آپ حضرت محمد رمضان پڈر صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پڑپوتی کے بیٹے تھے۔ ابتدائی تعلیم مقامی پرائمری اسکول میں ہوئی تھی۔ مڈل اور ہائی اسکول کاپرن سے تکمیل کو پہنچی تھی۔ میٹرک اچھے نمبروں سے پاس کیا اور محکمہ تعلیم میں سال 1965ء میں بحیثیت اُستاد متعین ہوئے۔ محکمہ ہذا میں کافی لگن، محنت اور ایمان داری سے کام کیا۔ افسران بالا کی نگاہ میں احترام وعزت سے دیکھے جاتے تھے۔ بحیثیت انچارج ہیڈ ماسٹر 31/مئی 2001ء میں ریٹائر ہوئے۔ دوران ملازمت M.A Bed کیا۔ آپ بلند حوصلہ، بالغ نظری، دور اندیش اور صاحب الرائے انسان تھے۔ ساڑھے نو سال تک بحیثیت صدر جماعت احمدیہ ریشی نگر احسن رنگ میں خدمت کی توفیق پائی۔

خاکسار کا نہایت احسن رنگ میں حوصلہ بڑھایا بے لوث اور معتمد ترین ساتھی کا رول نبھایا۔ مکرم الحاج عبدالسلام صاحب لون کو بحیثیت سیکرٹری مال، سیکرٹری وقف جدید، تحریک جدید، سیکرٹری تعلیم، سیکرٹری امور عامہ اور مرحوم عبدالرحمٰن ایتو صاحب کے وقت میں نائب امیر جماعت کی خدمت بجالانے کی سعادت ملی۔ آپ نے تقریباً 60 سال مختلف جماعتی عہدوں پر خدمت کی۔ کبھی پست ہمتی کا مظاہرہ نہیں کیا۔ خاص کر ساڑھے نو سال کا عرصہ جس میں کہ بحیثیت صدر جماعت ریشی نگر خدمت کی ہمہ تن جماعت کے لئے اپنے آپ کو وقف رکھا۔ آپ نے کبھی بھی کسی کے ساتھ مخالفانہ رویہ نہیں اپنایا۔ مربیان اور معلمین کرام کے ساتھ ہمیشہ شفقت اور پیار سے پیش آتے تھے۔ مرکزی نمائندگان کی بے حد عزت کرتے تھے۔ اُن کے آرام وآسائش کا خاص خیال رکھتے تھے بے حد مہمان نواز تھے صاف گو اور نرم دل تھے۔ مرحوم 1991 میں قادیان تشریف لے گئے اور جلسہ سالانہ میں شرکت کی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے دیدار سے مشرف ہوئے۔ اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے 2005ء کے دورہ مسعود قادیان کے وقت بھی قادیان آنے کی سعادت نصیب ہوئی اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دیدار سے مشرف ہوئے۔ بچپن سے قادیان جانے کا شوق تھا اور کئی بار سالانہ مجلس مشاورت میں جماعت کی نمائندگی کرتے رہے۔ قادیان سے دلی لگاؤ تھا۔ بحیثیت استاد محکمہ ایجوکیشن میں ان کا ایک نام تھا۔ مکرم مرحوم نے علاقہ شوپیان اور علاقہ کولگام میں ہزاروں طلباء کو دینی و دنیاوی تعلیم سے آراستہ کیا۔ اپریل 1979ء کے فسادات میں دشمنان احمدیت نے جماعت احمدیہ ریشی نگر کے تمام مکانات نذر آتش کئے۔ مرکز کی طرف سے ایک ایکشن کمیٹی تشکیل دی گئی تھی۔ مرحوم مکرم الحاج عبدالسلام صاحب لون نے بحیثیت سیکرٹری کام سر انجام دیا۔ نئی مسجد کی تعمیر کی منظوری اور تعمیر میں کلیدی رول ادا کیا۔

مرحوم نے اپنے پیچھے پانچ بیٹے اور ایک بیٹی یادگار چھوڑے ہیں جو سب کے سب تعلیم یافتہ اور سرکاری ملازمت کر رہے ہیں اور ایک بیٹا میڈیکل سٹور چلا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے عزیز واقارب کو یہ صدمہ برداشت کرنے کی توفیق دے اور انہیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

جماعت کے نڈر اور بے باک ترجمان، شرافت اور سادگی کا مجسمہ، دیانت اور اخلاص کے پیکر تھے۔ کس کو علم تھا کہ مورخہ 22/اگست 2025ء بروز جمعہ نئی تعمیر شدہ مسجد مسرور ریشی نگر میں آپ کی آخری نماز جمعہ ہوگی اور اسی مسجد کے گراونڈ میں مورخہ 23/اگست 2025ء کو نماز جنازہ مکرم محمد شفیع گنائی صاحب واعظ امام الصلوۃ نے پڑھائی۔

بہر حال خاکسار ایک بہترین رفیق اور ہمدرد اُستاد سے ہمیشہ کے لئے محروم ہو گیا جس پر خاکسار کو بے حد افسوس ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جماعت کو انکا نعم البدل عطا کرے اور ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین

موت سے کس کو رستگاری ہے
آج وہ کل ہماری باری ہے

⁂

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

میری کوئی نماز ایسی نہیں ہے جس میں مَیں
اپنے دوستوں اور اولاد اور بیوی کیلئے دُعا نہیں کرتا

(ملفوظات، جلد 1، صفحہ 562)

طالب دعا: سید جہانگیر علی صاحب مرحوم اینڈ فیملی (جماعت احمدیہ احمدیہ فلک نما، حیدر آباد، صوبہ تلنگانہ)

بقیہ تذکارِ مہدی از صفحہ نمبر 09

عبدالکریم صاحبؓ سے کوئی زیادہ تعلق مجھے نہیں تھا سوائے اس کے کہ ان کے پرزور خطبوں کا مداح تھا اور ان کی محبتِ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا معتقد تھا مگر جونہی آپؓ کی وفات کی خبر میں نے سنی میری حالت میں ایک تغیر پیدا ہوا۔ وہ آواز ایک بجلی تھی جو میرے جسم کے اندر سے گذر گئی۔ جس وقت میں نے آپؓ کی وفات کی خبر سنی مجھ میں برداشت کی طاقت نہ رہی دوڑ کر اپنے کمرے میں گھس گیا اور دروازے بند کر لئے۔ پھر ایک بے جان لاش کی طرح چارپائی پر گر گیا اور میری آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔ وہ آنسو نہ تھے ایک دریا تھا۔ دنیا کی بے ثباتی، مولوی صاحبؓ کی محبتِ مسیح موعودؑ اور خدمتِ مسیح کے نظارے آنکھوں کے سامنے پھرتے تھے۔ دل میں بار بار خیال آتا تھا کہ حضرت مسیح موعودؑ کے کاموں میں یہ بہت سا ہاتھ بٹاتے تھے اب آپؑ کو بہت تکلیف ہوگی اور پھر خیالات پر ایک پردہ پڑ جاتا تھا اور میری آنکھوں سے آنسوؤں کا ایک دریا بہنے لگتا تھا۔ اس دن میں نہ کھانا کھا سکا نہ میرے آنسو تھمے حتّٰی کہ میری لا اُبالی طبیعت کو دیکھتے ہوئے میری اس حالت پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی تعجّب ہوا اور آپؑ نے حیرت سے فرمایا محمود کو کیا ہو گیا ہے اس کو تو مولوی صاحب سے کوئی ایسا تعلق نہ تھا یہ تو بیمار ہو جائے گا۔ خیر مولوی عبدالکریم صاحبؓ کی وفات نے میری زندگی کے ایک نئے دور کو شروع کیا اس دن سے میری طبیعت میں دین کے کاموں میں اور سلسلہ کی ضروریات میں دلچسپی پیدا ہونی شروع ہوئی اور وہ بیج بڑھتا چلا گیا۔ سچ یہی ہے کہ کوئی دنیاوی سبب حضرت استاذی المکرّم مولوی نورالدین صاحب کی زندگی اور حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ کی وفات سے زیادہ میری زندگی میں تغیر پیدا کرنے کا موجب نہیں ہوا مولوی عبدالکریم صاحبؓ کی وفات پر مجھے محسوس ہوا کہ گویا ان کی روح مجھ پر پڑ ی۔

(یاد ایام انوار العلوم جلد نمبر 8 صفحہ نمبر 367-368)

(تذکار مہدی صفحہ 118 تا 123، ایڈیشن 2020، یوکے)

✡✡✡✡

کیا آپ ہر روز اِن دعاؤں کا وِرد کرتے ہیں؟

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ

ترجمہ:: پاک ہے اللہ اپنی حمد کے ساتھ، پاک ہے اللہ جو بہت عظیم ہے، اَے اللہ رحمتیں بھیج، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور آپؐ کی آل پر ☆

......☆......☆......☆......

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ

ترجمہ:: مَیں، اللہ سے جو میرا ربّ ہے بخشش طلب کرتا ہوں اور اس کی طرف جھکتا ہوں ☆

......☆......☆......☆......

رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحْفَظْنِیْ وَانْصُرْنِیْ وَارْحَمْنِیْ

ترجمہ:: اے میرے ربّ ہر ایک چیز تیری خادم ہے، پس اَے میرے ربّ مجھے محفوظ رکھ اور میری مدد فرما اور مجھ پر رحم فرما۔

......☆......☆......☆......

سالانہ اجتماعات ذیلی تنظیمات 2025ء

سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے امسال تینوں ذیلی تنظیمات مجلس خدام الاحمدیہ بھارت، مجلس انصار اللہ بھارت اور لجنہ اماء اللہ بھارت کے قادیان دارالامان میں سالانہ مرکزی اجتماعات کے لئے مورخہ 24، 25، 26 اکتوبر 2025ء بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار کی تاریخوں کی ازراہِ شفقت منظوری عنایت فرمائی ہے۔ احباب اس کے مطابق دعاؤں کے ساتھ ان اجتماعات میں شمولیت کی ہر ممکن کوشش کریں۔

(صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت)

اعلان نکاح: از حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مؤرخہ 20/ستمبر 2025ء بعد نماز عصر مسجد مبارک اسلام آباد میں درج ذیل 03 نکاحوں کا اعلان فرمایا:

(1) مکرمہ نوشابہ سحر احمد صاحبہ بنت مکرم جاوید احمد صاحب (یوکے) ہمراہ مکرم رضوان شہزاد بٹ صاحب (مربی سلسلہ ایڈیشنل وکالت مال یوکے) ابن مکرم امجد شہزاد بٹ صاحب

(2) مکرمہ عروبہ طارق صاحبہ بنت مکرم مسرور احمد طارق صاحب (جرمنی) ہمراہ مکرم عمر محمود مرزا صاحب (واقفِ نو) ابن مکرم مرزا محمود احمد صاحب مرحوم (دبئی)

(3) مکرمہ مناہل ہما صاحبہ بنت مکرم شیخ اعجاز احمد صاحب (یوکے) ہمراہ مکرم مسرور احمد شفیق صاحب (واقفِ نو) ابن مکرم لئیق احمد صاحب (ہالینڈ)

اللہ تعالیٰ یہ اعزاز طرفین کیلئے مبارک فرمائے اور نئے رشتے کے بندھن میں بندھنے والوں کو دین و دنیا کے ثمرات سے نوازے۔ آمین۔

☆......☆......☆

شجر احمد پھیلتا ہی جائے گا

(نصر الحق نصر نیپالی معلم وقف جدید ارشاد)

پیشتر اس سے کہ ہم دنیا سے جائیں
دل فقط مولا سے ہی اپنا لگائیں
بے ثباتی ہے یہ دنیا بالیقیں
سب یہاں فانی ہے اسکو نہ بھلائیں
رشتے ناطے سب ہیں کچھ دن کے لئے
چاہئے کہ دل کسی کا نہ دکھائیں
خالق ارض و سماں ہے ایک ذات
دوسرا معبود نہ اپنا بنائیں
نور حق شمع الٰہی کے رقیب
کس قدر ہے دم بجھا کر یہ دکھائیں
آسمانی سلسلہ رکتا نہیں
شور کتے جس قدر چاہے مچائیں
اور تو کچھ پاس اسکے ہے نہیں
نام پر ہے دین کے بس آئیں بائیں
شجر احمد پھیلتا ہی جائے گا
جتنی شدت سے شہادت کو چھپائیں
سنکے مژدہ انتشار نور کا
وہ فقط حیرت سے کہتے ہیں کہ ہائیں
باندھ لی ہے ہم نے بھی رخت سفر
واسطے میرے بھی تم کرنا دعائیں
بس ہے زاد راہ اپنی یہ نصرؔ
حمد اور صلوات کے نعرے لگائیں

GRIZZLY
BE ALWAYS AHEAD

Manufacturer and Retailer of Leather Fashion Accessories and Bags.
Specialized in the Desing and Production of Quality & Sale Online Platform
Like Flipkart, Amazon, Meesho. & Product Key Word is "Grizzly Wallet"
6294738647 mygrizzlyindia@gmail.com, Web:www.mygrizzlyindia.com
mygrizzlyindia mygrizzlyindia mygrizzlyindia

طالب دعا : عطاء الرحمٰن (بھاٹی پوٹا، ضلع ساؤتھ 24 پرگنہ) مغربی بنگال

130 واں جلسہ سالانہ قادیان 26، 27، 28 دسمبر 2025ء کو منعقد ہوگا

سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 130 ویں جلسہ سالانہ قادیان 2025ء کیلئے مورخہ 26، 27، 28 دسمبر (بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار) کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ احباب جماعت ابھی سے دعاؤں کے ساتھ اس مبارک جلسہ میں شمولیت کی نیت کرکے تیاری شروع کردیں۔ اللہ تعالیٰ زیادہ سے زیادہ احباب جماعت کو اس للّٰہی جلسہ سے فیضیاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ نیز جو دعائیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے شاملین جلسہ کیلئے کی ہیں ہم سب کو ان کا وارث بنائے۔ آمین۔ اسی طرح اس جلسہ سالانہ کے ہر لحاظ سے کامیاب اور بابرکت ہونے نیز سعید روحوں کی ہدایت کا موجب بننے کیلئے دعائیں جاری رکھیں۔

(ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ قادیان)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خُزاعہ کے واقعہ کی خبر ملی تو فرمایا:

مجھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے

مَیں ان کی ہر اس چیز سے حفاظت کروں گا جس سے میں اپنے اہل اور گھر والوں کی حفاظت کرتا ہوں

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 13/جون 2025 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: غزوہ فتح مکہ کے دوران جب رسول کریم ﷺ کو خُزاعہ کے واقعہ کی خبر ملی تو آپؐ نے کیا فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: آپؐ کو خُزاعہ کے واقعہ کی خبر ملی تو فرمایا: مجھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے مَیں ان کی ہر اس چیز سے حفاظت کروں گا جس سے میں اپنے اہل اور گھر والوں کی حفاظت کرتا ہوں۔

سوال: ساری تدابیر اختیار کرنے کے بعد آپ ﷺ نے کیا فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: ساری تدابیر اختیار کرنے کے بعد آپ ﷺ نے اپنے خدا کے حضور دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور عرض کیا: اَللّٰھُمَّ خُذْ عَلٰٓی أَسْمَاعِھِمْ وَاَبْصَارِھِمْ فَلَا یَرَوْنَا اِلَّا بَغْتَةً، وَلَا یَسْمَعُوْنَ بِنَا اِلَّا فَجْأَةً

سوال: آنحضرت ﷺ نے ابوسفیان کے مدینہ آنے سے پہلے صحابہؓ سے کیا فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: آنحضرت ﷺ نے ابوسفیان کے مدینہ آنے سے پہلے صحابہؓ سے فرمایا: ابوسفیان تمہارے پاس آرہا ہے وہ کہہ رہا ہے معاہدہ کی تجدید کردو اور صلح میں اضافہ کردو لیکن وہ ناراضگی لے کر واپس جائے گا۔ اس کی کوئی بات نہیں مانی جائے گی۔

سوال: آنحضرت ﷺ نے قریش کے عہد کو توڑنے کی کیا وجہ بیان فرمائی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: آپ ﷺ نے فرمایا: قریش نے وہ عہد اس امر کے لیے توڑا ہے جس کا ارادہ اللہ تعالیٰ نے کیا ہے۔ حضرت عائشہؓ نے کہا کہ اللہ کے رسولؐ! کیا اس میں بھلائی ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں اس میں بھلائی ہے۔

سوال: رسول کریم ﷺ نے حضرت ضمرہؓ کو قریش کی طرف جب بھیجا تو ساتھ ہی ان کو کیا کہا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: آپؐ نے حضرت ضمرہؓ کو قریش کے پاس بھیجا اور تین امور میں سے ایک کو اختیار کرنے کے لیے کہا کہ یا تو وہ بنوخُزاعہ کے مقتولوں کی دیت ادا کردیں یا بنونُفاثہ سے لاتعلقی کا اظہار کردیں یا حدیبیہ کا معاہدہ ختم کردیں۔

سوال: غزوہ فتح مکہ کا کیا سبب ہوا تھا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اس غزوہ کے سبب کے بارے میں بیان ہوا ہے کہ اس غزوہ کا فوری سبب یہ ہوا کہ قریش نے اس معاہدہ کو توڑ دیا جو حدیبیہ میں ہوا تھا اور رسول اللہ ﷺ کے قاصد کو بڑے تکبرانہ انداز میں کہہ دیا کہ ہم معاہدہ ختم کرتے ہیں اور ہم محمد ﷺ سے جنگ کریں گے۔ جب رسول اللہ ﷺ کو یہ خبر پہنچی تو آپؐ نے مکہ کا رخ کیا۔ ان کی عہد شکنی کی تفصیل یوں ہے کہ جب صلح حدیبیہ ہوئی تو اس میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ قبائلِ عرب میں سے جو چاہے وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ معاہدہ کرلے اور جو چاہے وہ قریش کے ساتھ معاہدہ کرلے۔ چنانچہ بنوبکر اور بنوخُزاعہ جو حرم کے اردگرد آباد تھے ان میں سے بنوخُزاعہ نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ معاہدہ کرلیا اور ان کے حریف قبیلے بنوبکر نے قریش کے ساتھ معاہدہ کرلیا اور دونوں قبائل آپسی لڑائی سے محفوظ ہوگئے۔

سوال: رسول کریم ﷺ کو بنوخزاعہ کے واقعہ کا کس طرح معلوم ہوا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کو اس واقعہ کا جو بنوخُزاعہ پر حملہ ہوا تھا کشفی طور پر علم اللہ تعالیٰ نے دیا۔

سوال: حضرت مصلح موعودؓ نے اس غزوہ کی کیا تفصیل بیان فرمائی؟

جواب: حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں: آٹھویں سنہ ہجری کے رمضان کے مہینہ...... میں رسول کریم ﷺ اس آخری جنگ کے لیے روانہ ہوئے جس نے عرب میں اسلام کو قائم کردیا۔ یہ واقعہ یوں ہوا کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر یہ فیصلہ ہوا تھا کہ عرب قبائل میں سے جو چاہیں مکہ والوں سے مل جائیں اور جو چاہیں محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مل جائیں اور یہ کہ دس سال تک دونوں فریق کو ایک دوسرے کے خلاف جنگ کی اجازت نہیں ہوگی سوائے اس کے کہ ایک دوسرے پر حملہ کرکے معاہدہ کو توڑ دے۔ اس معاہدہ کے ماتحت عرب کا قبیلہ بنوبکر مکہ والوں کے ساتھ ملا تھا اور خُزاعہ قبیلہ محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کفار عرب معاہدہ کی پابندی کا خیال کم ہی رکھتے تھے خصوصاً مسلمانوں کے مقابلہ میں۔ چنانچہ بنوبکر کو چونکہ قبیلہ خُزاعہ کے ساتھ پرانا اختلاف تھا، صلح حدیبیہ پر کچھ عرصہ گزرنے کے بعد انہوں نے مکہ والوں سے مشورہ کیا کہ خُزاعہ تو معاہدہ کی وجہ سے بالکل مطمئن ہیں۔ اب موقع ہے کہ ہم لوگ ان سے بدلہ لیں۔ چنانچہ مکہ کے قریش اور بنوبکر نے مل کر رات کو بنی خُزاعہ پر چھاپا مارا اور ان کے بہت سے آدمی مار دیے۔ خُزاعہ کو جب معلوم ہوا کہ قریش نے بنوبکر سے مل کر یہ حملہ کیا ہے تو انہوں نے اس عہد شکنی کی اطلاع دینے کے لیے چالیس آدمی تیز اونٹوں پر فوراً مدینہ کو روانہ کیے اور رسول اللہ ﷺ سے مطالبہ کیا کہ باہمی معاہدہ کی رو سے اب آپؐ کا فرض ہے کہ ہمارا بدلہ لیں اور مکہ پر چڑھائی کریں۔ جب یہ قافلہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا تو آپؐ نے فرمایا: تمہارا دکھ میرا دکھ ہے۔ میں اپنے معاہدہ پر قائم ہوں یہ بادل جو سامنے برس رہا ہے۔ (اس وقت بارش ہورہی تھی) جس طرح اس میں سے بارش ہورہی ہے اسی طرح جلدی ہی تمہاری مدد کے لیے اسلامی فوجیں پہنچ جائیں گی۔

سوال: ابوسفیان نے مدینہ پہنچ کر کس بات پر زور دینا شروع کردیا؟

جواب: حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ابوسفیان کو مدینہ روانہ کیا تا کہ وہ کسی طرح مسلمانوں کو حملے سے باز رکھے۔ ابوسفیان نے مدینہ پہنچ کر رسول ﷺ پر زور دینا شروع کیا کہ چونکہ صلح حدیبیہ کے وقت مَیں موجود نہ تھا اس لیے نئے سرے سے معاہدہ کیا جائے لیکن رسول اللہ ﷺ نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا کیونکہ جواب دینے سے راز ظاہر ہوجاتا تھا۔ ابوسفیان نے مایوسی کی حالت میں گھبرا کر مسجد میں کھڑے ہوکر اعلان کیا اے لوگو! میں مکہ والوں کی طرف سے نئے سرے سے آپ لوگوں کے لیے امن کا اعلان کرتا ہوں۔ یہ بات سن کر مسلمان اس کی بیوقوفی پر ہنس پڑے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابوسفیان! یہ بات تم یکطرفہ کہہ رہے ہو ہم نے کوئی ایسا معاہدہ تم سے نہیں کیا۔

سوال: حدیبیہ کے وقت کیا واقعی ابوسفیان موجود نہ تھا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: ہمارے ریسرچ سیل والے اس بارے میں ایک نوٹ لکھتے ہیں کہ ابوسفیان کا یہ کہنا کہ میں صلح حدیبیہ کے وقت موجود نہ تھا۔ ان کے نزدیک یہ محل نظر ہے یا بعض لوگوں نے لکھا بھی ہو اس لیے انہوں نے اس نکتہ کو اٹھا لیا۔ عام سمجھنے والے کے لیے تو یہ ضروری نہیں ہے لیکن جو لوگ تاریخی معاملات میں گہرائی میں جانا چاہتے ہیں وہ شاید یہ سوال اٹھائیں کہ یہ کہنا کہ میں موجود نہیں تھا محل نظر ہے کیونکہ تاریخ و سیرت کی کچھ کتب میں اس موقع پر یعنی مدینہ آمد پر ابوسفیان کا یہ کہنا موجود ہے کہ میں صلح حدیبیہ کے وقت موجود نہ تھا لیکن اکثر کتب خاموش ہیں۔ اور مؤرخین کی اکثریت نے ابوسفیان کی اس بات کا ذکر نہیں کیا۔

سوال: آپ ﷺ نے اس سفر کو پوشیدہ رکھنے کے لئے کیا تدابیر اختیار کیں؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: آپ ﷺ نے اس سفر کو پوشیدہ رکھنے کے لیے مختلف تدابیر اختیار فرمائیں۔ چنانچہ آپؐ نے سفر سے پہلے آٹھ آدمیوں پر مشتمل ایک پارٹی کو حضرت اَبُوقَتَادہ بن رِبعِیؓ کی قیادت میں وادی اِضَم کی طرف، مکہ کی مخالف سمت بھیجا تا کہ گمان کرنے والا گمان کرے کہ آپؐ اس سمت جانے کا عزم کررہے ہیں اور خبر نہ پھیل سکے۔ اِضم مدینہ سے چھتیس میل کے فاصلے پر مشرق کی طرف نجد میں ایک وادی ہے۔

سوال: قریش کے جاسوسوں اور انکے مخبروں کے متعلق کون سی دعا فرمائی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: آپ ﷺ کی ایک اَور دعا بھی ملتی ہے اور وہ یہ ہے کہ اَللّٰھُمَّ خُذِ الْعُیُوْنَ وَالْاَخْبَارَ عَنْ قُرَیْشٍ حَتّٰی نَبْغَتَھَا فِیْ بِلَادِھَا۔ اے اللہ! قریش کے جاسوسوں کو اور ان کے مخبروں کو روکے رکھ یہاں تک کہ ہم لوگوں کو ان کے علاقوں میں اچانک پالیں۔ ۞۞۞

ایک مومن کی نشانی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفت رحیمیت سے زیادہ سے زیادہ حصہ لے

کیونکہ اللہ تعالیٰ کی یہ صفت ہی ہے جو مومن اور غیر مومن میں فرق کرنے والی ہے

ایک مومن جب اللہ تعالیٰ کے آگے جھکتا ہے

اور اس سے روحانی اور مادی انعاموں اور اس کی رضا کا طلب گار ہوتا ہے تو پھر وہ اس کو ملتے ہیں

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 16 فروری 2007 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: اللہ تعالیٰ کے اپنے بندے پر اپنی رحمیت کے جلوے دکھانے کے کیا طریقے ہیں؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے اپنے بندے پر اپنی رحیمیت کے جلوے دکھانے کے مختلف طریقے ہیں۔ کبھی بخشش طلب کرنے والوں کے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھولتے ہوئے ان کی بخشش کے سامان قائم فرماتا ہے، انہیں نیکیوں کی توفیق دیتا ہے۔ کبھی اپنے بندے کو یہ احساس دلاتا ہے کہ تمہارا میرے سے، میری رحمت کی طلب بھی، میری مہربانی سے ہے۔ اگر میرا فضل نہ ہوتا تو میری رحمت کی طلب کا تمہیں خیال نہ آتا۔ میری صفت رحمانیت کا تمہارے دل میں احساس بڑھنے سے تم میری طرف جھکے ہو اور کیونکہ یہ ایمان والوں کا شیوہ ہے کہ انہیں یہ احساس کرتے ہوئے جھکنا چاہئے کہ کتنے انعامات اور احسانات سے اللہ تعالی ہمیں نواز رہا ہے۔ اس احساس کے زیر اثر تم جھکے ہو اور میری رحیمیت سے حصہ پایا ہے۔

سوال: ایک مومن کی کیا نشانی ہوتی ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: ایک مومن کی نشانی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفت رحیمیت سے زیادہ سے زیادہ حصہ لے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی یہ صفت ہی ہے جو مومن اور غیر مومن میں فرق کرنے والی ہے۔ ایک مومن ہی کی یہ شان ہے کہ جب وہ اللہ تعالیٰ کے آگے جھکتا ہے تو اس سے روحانی اور مادی انعاموں اور اس کی رضا کا طلب گار ہوتا ہے اور پھر وہ اس کو ملتے ہیں۔

سوال: رحمت کی دوسری قسم کیا ہے؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ’’دوسری قسم رحمت کی وہ ہے جو انسان کے اعمال حسنہ پر مترتب ہوتی ہے کہ جب وہ تضرّع سے دعا کرتا ہے تو قبول کی جاتی ہے اور جب وہ محنت سے تخم ریزی کرتا ہے تو رحمت الٰہی اس تخم کو بڑھاتی ہے یہاں تک کہ ایک بڑا ذخیرہ اناج کا اس سے پیدا ہوتا ہے۔ اسی طرح

اگر غور سے دیکھو تو ہمارے ہر یک عمل صالح کے ساتھ خواہ وہ دین سے متعلق ہے یا دنیا سے، رحمت الٰہی لگی ہوئی ہے اور جب ہم ان قوانین کے لحاظ سے جو الٰہی سنتوں میں داخل ہیں کوئی محنت دنیا یا دین کے متعلق کرتے ہیں تو فی الفور رحمت الٰہی ہمارے شامل حال ہو جاتی ہے اور ہماری محنتوں کو سرسبز کر دیتی ہے۔

سوال: ایک حقیقی مومن کی کیا نشانی ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: مومن دین اور دنیا کے انعامات کے لئے اللہ تعالیٰ کو اس کی رحیمیت کا واسطہ دیتے ہوئے اس کے آگے جھکتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ قوانین الٰہی کے مطابق انعاموں کو حاصل کرنے کے لئے اور رحیمیت سے حصہ پانے کے لئے دعا کے ساتھ اُن اسباب اور قویٰ کو بھی کام میں لانا ہوگا جو کسی کام کے لئے ضروری ہیں۔ پھر نماز، روزہ، زکوٰۃ صدقہ وغیرہ ہیں۔ یہ اُس وقت اللہ کے حضور قبولیت کا درجہ رکھنے والے اور اس کی رحیمیت کے معجزات دکھانے والے ہوں گے جب دوسرے اعمال صالحہ کی بجا آوری کی طرف بھی توجہ ہوگی۔ اور یہی ایک مومن کا خاصہ ہے کہ وہ حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے والا ہوتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ کی رحیمیت کے صدقہ اس کے انعاموں کا طلبگار رہتا ہے۔

سوال: فیض رحیمیت کس شخص پر نازل ہوتا ہے؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: فیض رحیمیت اُسی شخص پر نازل ہوتا ہے جو فیوض مترقبہ کے حصول کے لئے کوشش کرتا ہے۔ اسی لئے یہ ان لوگوں سے خاص ہے جو ایمان لائے اور جنہوں نے اپنے ربّ کریم کی اطاعت کی۔ جیسے اللہ تعالیٰ کے اس قول وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا (الاحزاب: 44) میں تصریح کی گئی ہے۔ یعنی وہ مومنوں کے حق میں بار بار رحم کرنے والا ہے۔

سوال: حقیقی اطاعت کب ہوگی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: ایمان کے ساتھ اطاعت شرط ہے، اور اطاعت اس وقت حقیقی اطاعت ہوگی جب یہ مومن ہر قسم کے اعمال صالحہ بجا لانے والا ہوگا اور پھر ایمان میں مضبوط ہوتا چلا جائے گا۔

سوال: اللہ تعالیٰ کی خاطر جہاد کرنے والے، اسکی خاطر قربانیاں کرنے والے اور اسکی خاطر ہجرت کرنے والے لوگوں کے متعلق اللہ تعالیٰ کیا فرماتا ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے راستے میں جہاد کرنے والے، میری خاطر قربانیاں کرنے والے اور میری خاطر ہجرت کرنے والے، یہ بھی ایسے لوگ ہیں جو میرے قربیبوں میں سے ہیں جو میری رحمت سے وافر حصہ پانے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ۔ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ یقیناً وہ لوگ جو ایمان لائے اور وہ لوگ جنہوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا یہی وہ لوگ ہیں جو اللہ کی رحمت کی امید رکھتے ہیں اور اللہ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

سوال: ہجرت سے کیا مراد ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: یہاں ہجرت سے مراد صرف ایک جگہ کو چھوڑنا ہی نہیں ہے کہ ہمیں اس لئے اسے چھوڑنا پڑا کیونکہ ان نیکیوں کو بجالانے میں کسی خاص جگہ پر، یا کسی شہر میں یا ملکوں میں رکاوٹ پیدا ہو رہی تھی جن کے کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ نفس کی خواہشوں کو چھوڑنے والے لوگ بھی اس زمرہ میں شامل ہیں جو اپنے نفس کو قربان کرنے والے ہیں، اپنی برائیوں کو ختم کر کے نیکیوں پر قائم ہونے والے ہیں۔ پس ان مغربی ممالک میں آنے والے افراد کو بھی اس طرف توجہ رکھنی چاہئے کہ اگر حالات کی وجہ سے اپنے ملکوں کو چھوڑنا پڑا ہے تو صرف اس بات پر خوش نہیں ہو جانا چاہئے کہ باہر آ کر ہمارے حالات اچھے ہو گئے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے حصہ لینے کے لئے اپنی حالتوں کو بھی بدلنے کی ضرورت ہے۔ اپنے نفس کی بدیوں کو باہر نکال کر ان میں نیکیوں کو داخل کرنے کی ضرورت ہے۔ تب یہ ہجرت مکمل ہوتی ہے۔

سوال: ایمان کے ساتھ کس کی شرط منسلک ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: ایمان کے ساتھ ہجرت کی اور جہاد کی شرط رکھی ہے اور یہ چیز پھر ایمان لانے والوں کو اللہ تعالیٰ کی رحمت کی امید دلاتی ہے۔

✡ ✡ ✡ ✡

نماز جنازہ حاضر و غائب

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 28 اپریل 2025ء بروز سوموار 12 بجے دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر سے باہر تشریف لا کر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

مکرمہ بشریٰ جمیلہ صاحبہ

اہلیہ مکرم آفتاب احمد صاحب (لوٹن۔ یوکے)

23/اپریل 2025ء کو 59 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ مکرم غلام احمد چغتائی صاحب مرحوم کی بڑی بیٹی تھیں جو کہ دفتر پرائیویٹ سیکرٹری یوکے میں بطور فون ریسپشنسٹ ڈیوٹی کرتے رہے اور ان کی اہلیہ مکرمہ نسرین چغتائی صاحبہ نے انگلش ڈاک ٹیم میں خدمت کی توفیق پائی۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند ایک نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ خلافت سے گہری وابستگی کا تعلق تھا۔ آپ نے ہارٹلے پول میں صدر لجنہ کے علاوہ وائس آف اسلام ریڈیو میں خدمت کی توفیق پائی۔ آپ کی اپنی کوئی اولاد نہیں تھی لیکن بھانجوں، بھانجیوں کا بہت خیال رکھتی تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ بوڑھی والدہ، دو بہنیں اور ایک بھائی شامل ہیں۔

نماز جنازہ غائب

(1) مکرمہ فرحت رفیق صاحبہ

اہلیہ مکرم رفیق احمد ملک صاحب (میری لینڈ امریکہ)

24/مارچ 2025ء کو 57 سال کی عمر میں اسلام آباد پاکستان میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ ان کے پڑدادا حضرت مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ ہوا۔ مرحومہ کے نانا مکرم ملک محمد حسین صاحب کو بطور امیر جماعت بھیرہ خدمت کی توفیق ملی۔ مرحومہ کی پیدائش کوئٹہ میں ہوئی۔ 1996ء میں امریکہ منتقل ہوئی تھیں۔ آپ بہت نیک اور پنجوقتہ نمازوں کی پابندی کرنے والی، بہت خوش اخلاق اور ملنسار طبیعت کی حامل مخلص خاتون تھیں۔ خدمت خلق کے کاموں میں پڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں۔ مرحومہ کو خلافت سے بہت عشق تھا۔ آپ گذشتہ کافی سالوں سے کینسر کے مرض میں مبتلا تھیں اور آپ نے بہت صبر اور ہمت سے تکلیف برداشت کی اور انتہائی بیماری کی حالت میں بھی عبادت کا اہتمام کرتیں اور جماعتی پروگراموں میں شامل ہوتی تھی۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ ایک بیٹا شامل ہے۔

(2) مکرم میاں طاہر احمد صاحب

ابن مکرم میاں حفیظ احمد صاحب (لاٹھیانوالہ ضلع فیصل آباد)

3/فروری 2025ء کو 53 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کے خاندان میں احمدیت خلافت ثانیہ کے دور میں آپ کے دادا مکرم چودھری محمد شریف صاحب آف سندر گڑھ ضلع امرتسر کے ذریعہ آئی۔ مرحوم نے پانچ مرتبہ قائد مجلس لاٹھیانوالہ کے علاوہ نگران حلقہ، صدر جماعت اور سیکرٹری مال کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم نمازوں کے پابند، عمدہ انتظامی صلاحیتوں کے مالک، خدمت خلق کے جذبہ سے سرشار، مہمان نواز، غریب پرور اور خلافت سے بے پناہ عقیدت کا تعلق رکھنے والے ایک نیک اور مخلص انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔

(3) مکرمہ شکیلہ اسلم صاحبہ

اہلیہ مکرم محمد اسلم صاحب (ٹبہ سیداں سیالکوٹ شہر)

13/جنوری 2025ء کو 64 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ نے مقامی سطح پر لجنہ کی سیکرٹری اصلاح وارشاد کے علاوہ مختلف شعبوں میں خدمت کی توفیق پائی۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ اور پردہ کی پابند، غریب پرور، تقویٰ شعار، خلافت کی اطاعت گزار، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ ایک بیٹا اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ کی ایک بیٹی مکرم سہیل رضا جنجوعہ صاحب مربی سلسلہ سے بیاہی ہوئی ہیں۔

(4) مکرمہ حمیدہ بیگم صاحبہ

اہلیہ مکرم رانا عبدالحمید صاحب (ٹوبہ ٹیک سنگھ)

19/ستمبر 2024ء کو 84 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ نے شادی کے بعد پورے خاندان میں اکیلے بیعت کی اور مخالفت کے باوجود جماعت کے ساتھ منسلک رہیں۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند، متوکّل علی اللہ، دعا گو، ملنسار، غریب پرور، ہمدرد، مخلص اور نیک فطرت خاتون تھیں۔ بچوں کی بہت اچھی تربیت کی اور انہیں اچھی تعلیم دلوائی۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ تین بیٹے اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔

(5) مکرم محمد یونس یوسف صاحب

ابن مکرم یونس محمد ابراہیم یوسف صاحب (کینیڈا)

27/مارچ 2025ء کو 49 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ 1974ء میں دمشق میں پیدا ہوئے اور وہیں پرورش پائی۔ بچپن ہی سے جماعت کا تعارف ہوا تو خود کو احمدی سمجھنے لگے۔ آپ ایک مخلص احمدی تھے جنہیں خلافت سے گہری محبت تھی۔ جماعتی پروگراموں میں فعّال، چندہ باقاعدگی سے ادا کرنے والے اور پنج وقتہ نمازوں کے پابند تھے۔ تہجد کی نماز میں باقاعدگی تھی اور ذکر الٰہی میں مصروف رہتے تھے۔ شام میں احمدیت کی وجہ سے شدید مخالفت کا سامنا کیا لیکن ثابت قدم رہے۔ آپ انتہائی سخی، عاجز اور مددگار شخصیت کے مالک تھے، مستحقین کی خاموشی سے مدد کرتے اور غریبوں، یتامیٰ خاص طور پر غزہ، شام اور یمن کے لوگوں کی کفالت کرتے رہے۔ تبلیغ کا خاص شوق تھا اور آپ کی تبلیغ سے کئی لوگوں نے بیعت بھی کی۔ دمشق میں اپنے گھر کا ایک کمرہ مہمانوں اور جماعتی مجالس کے لیے مخصوص کیا ہوا تھا۔ بیماری کے ایام میں بھی صبر وحوصلے کا مظاہرہ کیا اور اپنے والدین سے اپنی تکلیف چھپاتے رہے۔ اپنے بچوں کو نماز اور جماعت سے جڑے رہنے کی تلقین کرتے رہے۔ قرآن کریم کو روزانہ خود بھی پڑھتے اور دوسروں کو بھی ترغیب دلاتے۔ وفات سے قبل بھی فقراء میں قربانی تقسیم کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ آپ کے کئی غیر احمدی دوست بھی آپ سے عزت سے پیش آتے اور تدفین کے وقت بھی نصف سے زائد شرکاء غیر احمدی تھے۔

طالب دعا:
شیخ سلطان احمد
ایسٹ گوداوری
(آندھرا پردیس)

99633 83271
Pro. SK.Sultan
97014 62176
Oxygen Nursery
All kind of Plants are Available
Rajahmundry
Kadiyapu lanka. E.G.dist.
Andhra Pradesh 533126.
#email. oxygennursery786@gmail.com
Love for All...Hatred for None

ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج جس کی فطرت نیک ہو وہ آئیگا انجام کار (حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

V-CARE
Food Plaza
Fast Food Restaurant

!! COME HUNGRY !! LEAVE HAPPY !!

Contact : 7250780760
Ramsar Chowk, Ram Das Gupta Path,
Bhagalpur - 812002 (Bihar)

طالب دعا : خالد ایوب (جماعت احمدیہ بھاگلپور، صوبہ بہار)

پسماندگان میں والدین کے علاوہ اہلیہ اور ایک بیٹی اور دو بیٹے شامل ہیں۔

(6) مکرم نعیم احمد صاحب
ابن مکرم کرنل محمود احمد صاحب مرحوم
(نیویارک۔امریکہ)

4/مارچ 2025ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت چودھری عنایت اللہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ آف بہلول پور ضلع نارووال کے پوتے تھے۔ جنہوں نے 1904ء میں 15 سال کی عمر میں اپنے ماموں حضرت چودھری نصر اللہ خان صاحب رضی اللہ عنہ اور کزن حضرت چودھری ظفر اللہ خان صاحب رضی اللہ عنہ کے ذریعہ جلسہ سالانہ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی سعادت حاصل کی تھی۔ مرحوم 1974ء میں امریکہ منتقل ہوئے اور یہاں اپنی تعلیم مکمل کی۔ آپ ملنسار اور عاجز طبیعت کے حامل جماعت کے ایک فعال ممبر تھے۔ دوسروں کی مدد کے لیے ہمیشہ کوشاں رہتے۔ جماعتی پروگراموں میں شامل ہونے کے لیے باقاعدگی سے اپنی فیملی کے ساتھ مسجد آیا کرتے تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹا اور 2 بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ مکرم چودھری وسیم احمد صاحب (دفتر وکالت تبشیر۔اسلام آباد یوکے) کے تایازاد بھائی تھے۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اوران کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین۔

* * *

> ہمیں چاہئے کہ جب یہ جلسہ ختم ہوجائے تو ہم اس روحانی پانی کو اپنے ساتھ لے جائیں
> اوران مثبت تبدیلیوں کو قائم رکھیں جو ہم نے اس جلسہ میں شامل ہوکر حاصل کی ہیں

آپ کو انتہائی کوشش کرنی چاہئے اور اپنی تمام تر قوتوں اور استعدادوں کو بروئے کار لاتے ہوئے اپنی روحانی حالت کو مسلسل بہتر بنانے اور اپنے اخلاقی معیاروں اور رویوں کو اس حد تک بلند کرنے کی کوشش کرنی چاہئے جس کا تقاضا حضرت مسیح موعودؑ نے احباب جماعت سے کیا

> میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک ذاتی تعلق پیدا کریں اور بہترین احمدی بننے کی کوشش کریں
> ہر روز با جماعت پنجوقتہ نمازیں ادا کریں اور اپنی دعاؤں میں اضافہ کریں اور ہر وقت اللہ کو یاد کریں اور دل میں اس کی حمد و ثنا کریں

میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ خلافت احمدیہ کے الٰہی نظام کو ہمیشہ اوّلین ترجیح دیں
خلیفۃ المسیح کے ساتھ ایک قریبی تعلق قائم کرنے کی کوشش کریں اور ہمیشہ وفادار رہیں

آپ کو ایم ٹی اے کثرت سے دیکھنا چاہئے اور اپنے اہل خصوصاً اپنے بچوں کو بھی اس کی تلقین کرتے رہیں
خصوصی طور پر آپ میرے خطبات جمعہ کو باقاعدگی سے سنیں اور دیگر تقریبات اور مواقع پر میری بیان کی گئی باتوں پر بھی عمل کریں

جلسہ سالانہ چاڈ 2025ء کے موقعہ پر سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بصیرت افروز پیغام کا اُردو مفہوم

پیارے احباب جماعت احمدیہ چاڈ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے بہت خوشی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ اپنا تیسرا جلسہ سالانہ 21/ و 22/ فروری 2025ء کو منعقد کر رہے ہیں۔ میری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے جلسے کو ہر لحاظ سے کامیاب فرمائے اور تمام شاملین اس بابرکت جلسے میں شامل ہونے کے نتیجے میں غیر معمولی برکات حاصل کرنے والے ہوں۔

حضرت مسیح موعودؑ نے جلسہ سالانہ کا جو مقصد بیان فرمایا ہے اس کو ہم اس فقرے میں خلاصۃً بیان کر سکتے ہیں کہ ’’تقویٰ کی باریک راہوں پر قدم مارنا‘‘۔ اس راستے میں بہت سی نیکیاں شامل ہیں جیسے کہ نرم دلی، غصے پر قابو پانا، آپس کا بھائی چارہ، عجز و انکساری قائم کرنا، تکبر سے بچنا اور سچائی کو اختیار کرنا۔

آخرکار، افراد جماعت کے لیے جلسے کا مقصد اپنی اصلاح کرنا اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ گہرا تعلق قائم کرنا ہے۔ تاہم، جیسا کہ ہماری روحانی پیاس ایک دم میں نہیں بجھ سکتی، اس لیے ہمیں چاہیے کہ جب یہ جلسہ ختم ہو جائے تو ہم اس روحانی پانی کو اپنے ساتھ لے جائیں اور ان مثبت تبدیلیوں کو قائم رکھیں جو ہم نے اس جلسہ میں شامل ہو کر حاصل کی ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: ’’اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائیدِ حق اور اعلائے کلمہ اسلام پر بنیاد ہے۔ اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں طیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی کیونکہ یہ اُس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات اَنہونی نہیں۔‘‘

(اشتہار 7 دسمبر 1892ء، مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 341)

اس بات کو ذہن نشین رکھیں کہ آپ کو صرف اس بات سے خوش نہیں ہو جانا چاہیے کہ آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کو قبول کر لیا ہے۔ بلکہ آپ کو انتہائی کوشش کرنی چاہیے اور اپنی تمام تر قوتوں اور استعدادوں کو بروئے کار لاتے ہوئے اپنی روحانی حالت کو مسلسل بہتر بنانے اور اپنے اخلاقی معیاروں اور رویوں کو اس حد تک بلند کرنے کی کوشش کرنی چاہیے جس کا تقاضا حضرت مسیح موعودؑ نے احباب جماعت سے کیا۔

اس لیے میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک ذاتی تعلق پیدا کریں اور بہترین احمدی بننے کی کوشش کریں۔ ہر روز با جماعت پنجوقتہ نمازیں ادا کریں اور اپنی دعاؤں میں اضافہ کریں اور ہر وقت اللہ کو یاد کریں اور دل میں اس کی حمد و ثنا کریں۔

اس حوالے سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ’’انسان کو چاہئے کہ روحانی پانی کو تلاش کرے تو وہ اسے ضرور پالے گا۔ اور روحانی روٹی کو ڈھونڈے تو وہ اسے ضرور دی جائے گی۔ جیسا کہ ظاہری قانون قدرت ہے ویسا ہی باطن میں بھی قانون قدرت ہے لیکن تلاش شرط ہے جو تلاش کرے گا وہ ضرور پالے گا۔ خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق پیدا کرنے میں جو شخص سعی کرے گا خدا تعالیٰ اس سے ضرور راضی ہو جائے گا۔‘‘

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 95)

تمام شرائط بیعت پر عمل کرنے کی ہر ممکن کوشش کریں۔ یاد رکھیں کہ ہر ایک شرط بیعت اپنے اندر بے شمار حکمتیں رکھتی ہے۔ ایک احمدی مسلمان کو اپنے ایمان کو زندہ رکھنے کے لیے ان میں سے ہر ایک شرط پر غور کرتے رہنا چاہیے۔ یہ شرائط آپ کے لیے مشعل راہ ہونی چاہئیں اور اگر ان کے مطابق اپنی زندگی گزاریں گے اور خود احتسابی اور مستقل طور پر اپنے اعمال کے جائزے لیں گے تو آپ بہتر احمدی مسلمان بنیں گے اور دنیا میں ایک عظیم روحانی انقلاب پیدا کر سکتے ہیں۔

میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ خلافت احمدیہ کے الٰہی نظام کو ہمیشہ اوّلین ترجیح دیں۔ خلیفۃ المسیح کے ساتھ ایک قریبی تعلق قائم کرنے کی کوشش کریں اور ہمیشہ وفادار رہیں۔ آپ کو ایم ٹی اے کثرت سے دیکھنا چاہیے اور اپنے اہل خصوصاً اپنے بچوں کو بھی اس کی تلقین کرتے رہیں۔ خصوصی طور پر آپ میرے خطبات جمعہ کو باقاعدگی سے سنیں اور دیگر تقریبات اور مواقع پر میری بیان کی گئی باتوں پر بھی عمل کریں۔

میں آپ کو تبلیغ کی اہم ذمہ داری کی طرف بھی توجہ دلانا چاہتا ہوں جو ہر احمدی مسلمان کا فرض ہے۔ دانشمندانہ منصوبے بنائیں اور اسلام احمدیت کا پرامن پیغام چاڈ کے لوگوں تک پہنچانے کے لیے خاص کوشش کریں۔

آخر میں میری دعا ہے کہ اللہ کرے کہ آپ جلسے کی کارروائی سے بھرپور فائدہ اٹھانے والے ہوں اور اپنے عقائد، اسلامی تعلیمات اور آنحضور ﷺ کی راہنمائی کے حوالے سے علم حاصل کرنے والے ہوں۔ اللہ کرے کہ آپ تقویٰ کی راہ پر چلنے والے ہوں، اپنے اندر مثبت تبدیلی پیدا کرنے والے ہوں اور اس جلسے کے مقاصد کو پورا کرنے والے ہوں۔

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 7 مئی 2025)

* * *

Our Moto
Your
Satisfaction

MUBARAK TAILORS
کوٹ پینٹ، شیروانی، شلوار قمیض اور vase coat کی سلائی کیلئے تشریف لائیں
Prop. : Hifazat, Sadaqat (Delhi Bazar, Shop No.33) Qadian
Contact Number : 9653456033, 9915825848, 8439659229

Zaid Auto Repair
زید آٹو رِپیئر
Mob. 9041492415 - 9779993615
Deals in: Repair of All Types of 4 Stroke & 2 Stroke Vehicles
Shop No. 7,Front of Guru Nanak Filling Station
Harchowal Road, White Ayenue Qadian
طالب دعا: صالح محمد زید مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین

وصـــایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان)

مسل نمبر12429: میں امتہ الباسط بنت مکرم عبدالشکور ٹاک صاحب قوم احمدی مسلمان طالبہ علم تاریخ پیدائش: 21 جون 2001ء پیدائشی احمدی ساکن: شاہ ہمدان کالونی نائک باغ نٹی پورہ سرینگر صوبہ جموں کشمیر بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 26 جولائی 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/1,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : عبدالمجید ٹاک ایڈووکیٹ الامۃ : امتہ الباسط گواہ : منیب الرحمٰن میر

مسل نمبر12430: میں نیلوفر شکیل زوجہ مکرم محسن احمد راتھر صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 25 سال پیدائشی احمدی ساکن: شورت جاگیر، تحصیل وضلع کولگام صوبہ جموں کشمیر بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 2 جولائی 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: چار عدد انگوٹھیاں 7.080 گرام، دو عدد جھمکے 11.800 گرام، دو عدد بالیاں 1.790 گرام (تمام زیورات 22 کیریٹ) حق مہر 50 ہزار روپے جس میں سے 30 ہزار روپے ابھی خاوند کے ذمہ ہیں۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : محمد مقبول حامد الامۃ : نیلوفر شکیل گواہ : شکیل احمد بٹ

مسل نمبر12431: میں فرزانہ طفیل زوجہ مکرم راجہ عامر سہیل صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت تاریخ پیدائش: 5 ستمبر 1997ء پیدائشی احمدی ساکن: جماعت احمدیہ اندورہ ضلع اننت ناگ صوبہ جموں کشمیر بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 5 مئی 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: ایک عدد ہار 10 گرام، ایک عدد ہار 15 گرام، ایک جوڑی بالی 3 گرام، حق مہر -/1,50,000 روپے ادا شد۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/5,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : مبارک احمد شیخ الامۃ : فرزانہ طفیل گواہ : راجہ تنزیل احمد

مسل نمبر12432: میں رضوانہ فرحین زوجہ مکرم یوسف احمد تیر گھر صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 35 سال پیدائشی احمدی ساکن: بشارت نگر، حیدرآباد، صوبہ تلنگانہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ یکم اگست 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: ایک عدد گلے کا ہار، دو جوڑی کان کی بالی، ایک عدد انگوٹھی، ایک عدد گلے کا لچھا (تمام زیورات 30 گرام 22 کیریٹ) زیور نقرئی: ایک جوڑی پازیب، ایک عدد انگوٹھی (وزن 5 تولہ 50 گرام) حق مہر -/25,000 روپے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از سلائی ماہوار -/2,500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : یوسف احمد تیر گھر الامۃ : رضوانہ فرحین گواہ : زبیر احمد شورہ پوری

مسل نمبر12433: میں فریدہ وسیم زوجہ مکرم نصیر احمد وسیم صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 66 سال پیدائشی احمدی ساکن: راجندر نگر (حیدرآباد) صوبہ تلنگانہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 30 جولائی 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: گلے کا ہار 5 عدد، پانچ جوڑی کان کی بالیاں، چار عدد انگوٹھیاں، چار عدد کڑے (تمام زیورات 200 گرام 22 کیریٹ) حق مہر -/10,000 روپے ادا شد۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/2,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : نصیر احمد وسیم الامۃ : فریدہ وسیم گواہ : منیر احمد سعید

مسل نمبر12434: میں جمال النساء زوجہ مکرم سہیل احمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ پرائیویٹ ملازمت عمر 31 سال تاریخ بیعت 2016ء ساکن: سنتوش نگر کالونی حیدرآباد صوبہ تلنگانہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 30 جولائی 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ ایک تین بیڈروم پر مشتمل فلیٹ بمقام سنتوش نگر کالونی میں واقع ہے، مکان نمبر MIGH55، فلیٹ نمبر 201۔ یہ فلیٹ خاکسار اور خاکسار کے شوہر مکرم سہیل احمد صاحب کی مشترکہ ملکیت ہے۔ حق مہر -/1,00,000 روپے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/27,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : سہیل احمد الامۃ : جمال النساء گواہ : بشیر احمد

مسل نمبر12435: میں سجیلہ صدف زوجہ مکرم عدنان احمد فاضل ہوڈری صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 24 سال پیدائشی احمدی ساکن: غازی ملت فلک نما حیدرآباد صوبہ تلنگانہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 31 جولائی 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: گلے کا ہار دو عدد، تین عدد انگوٹھیاں، ایک عدد ہار، دو جوڑی بالی (تمام زیورات 9 تولہ 90 گرام 22 کیریٹ) زیور نقرئی: ایک عدد ہار، ایک جوڑی پائل (وزن 10 تولہ 100 گرام) حق مہر -/1,80,000 روپے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/1,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : عدنان احمد فاضل ہوڈری الامۃ : سجیلہ صدف گواہ : فیضان احمد عادل ہوڈری

مسل نمبر12436: میں شبانہ رضوان زوجہ مکرم محمد احمد رضوان صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 46 سال پیدائشی احمدی ساکن: ماسب ٹینک حلقہ افضل گنج حیدرآباد صوبہ تلنگانہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 31 جولائی 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: ایک عدد گلے کا ہار، دو جوڑی کان کی بالی، تین عدد انگوٹھیاں (تمام زیورات 5 تولہ 50 گرام 22 کیریٹ) زیور نقرئی: ایک جوڑی پازیب 60 گرام۔ حق مہر -/51,000 روپے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/2,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : محمد احمد رضوان الامۃ : شبانہ رضوان گواہ : محمد سبحان حسن

مسل نمبر12437: میں منصورہ کاشفہ زوجہ مکرم ایم یو مبارک احمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 45 سال پیدائشی احمدی ساکن: وانی نگر سعید آباد حیدرآباد صوبہ تلنگانہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 31 جولائی 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: گلے کا ہار دو عدد، چار جوڑی بالیاں، 8 عدد انگوٹھیاں، چار عدد کڑے، دو عدد سراسری کل وزن 22 تولہ (220 گرام) 22 کیریٹ۔ زیور نقرئی: ایک جوڑی پائل 150 گرام حق مہر ایک لاکھ روپے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/2,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : ایم یو مبارک احمد الامۃ : منصورہ کاشفہ گواہ : شیخ چاند مجیب

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadr.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57
ہفت روزہ
بدر قادیان
Weekly **BADAR** Qadian
Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Punjab) INDIA
Postal Reg. No. GDP/001/2023-25 Vol. 74 Thursday 09 October - 2025 Issue. 41

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e-mail: managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.850/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بنوہوازن کے سردار مالک بن عوف کو اس کے اہل وعیال واپس کر دیئے جو قیدی ہو چکے تھے اور ایک سو اونٹ بھی تحفۃً دیئے اور اس کو قوم ہوازن کے مسلمانوں کا حاکم اور اس کی فوج کا سالار بنا دیا

یہ وہی مالک بن عوف تھا جو سارے بنوہوازن اور ثقیف اور دوسرے قبیلوں کو اکٹھا کر کے لے آیا تھا کہ مسلمانوں کو نیست و نابود کر دیگا یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خون کا پیاسا تھا لیکن آپؐ اس کی رشد و ہدایت کے پیاسے تھے

خلاصہ خطبہ جمعہ سیّدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 3/ اکتوبر 2025 بمقام مسجد مبارک اسلام آباد یو کے

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فتح حنین کے بعد تمام اموال غنیمت جِعرانہ مقام پر جمع کرنیکا حکم دیا اور کم و بیش ڈیڑھ ماہ اموال غنیمت تقسیم نہیں فرمائے بلکہ انتظار فرمایا کہ شاید بنوہوازن تائب ہو کر واپس آئینگے اور انکے اہل وعیال اور مال مویشی انکو واپس لوٹا دیئے جائیں گے لیکن وہ نہیں آئے اور بالآخر لمبے انتظار کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اموال غنیمت اور قیدیوں کو تقسیم فرما دیا۔

جب یہ تقسیم ہو چکی تو بنو ہوازن کے چودہ معززین آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ یہ اسلام قبول کر چکے تھے اور انہوں نے بتایا کہ ہمارا سارا قبیلہ بھی اسلام قبول کر چکا ہے۔ وفد کا سردار جو خطیب اور شاعر بھی تھا، اس نے بڑے دلنشین انداز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حضور رحم کی اپیل کی اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان گرفتار ہونیوالوں میں آپ کی پھوپھیاں آپ کی خالائیں اور آپ کی بہنیں بھی ہیں جو آپ کی پرورش کرتی رہی ہیں اور آپ کو کھلاتی پلاتی رہی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بنوسعد کے قبیلے میں رضاعت کا زمانہ گزارا تھا اور وہاں پرورش پائی تھی اور آپ کے رضاعی والدین کا تعلق بنوسعد سے تھا جو بنوہوازن کی شاخ تھی۔ اُسنے آپ کی مدح و توصیف میں ایک قصیدہ بھی کہا۔ اس وفد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے رضاعی چچا بھی تھے انہوں نے کہا کہ آپ تو مجسم خیر و بھلائی ہیں اور جود و سخا کے دریا ہیں ہم آپکے اپنے اور آپ ہی کے خاندان سے ہیں لہٰذا ہم پر احسان کریں۔ اللہ آپ کو اس احسان مندی کا بدلہ ضرور دیگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کی دردمندانہ التجائیں سنیں اور فرمایا میں نے تو بہت دنوں تک تمہارا انتظار کیا یہاں تک کہ مجھے یقین ہو گیا کہ اب تم نہیں آؤ گے اور اب تم دیکھ رہے ہو کہ قیدیوں میں سے میرے پاس بہت ہی تھوڑے رہ گئے ہیں باقی سب تقسیم ہو چکے ہیں اور میرے نزدیک سب سے پسندیدہ بات وہ ہے جو سب سے زیادہ سچی ہو لہٰذا اب تم دو چیزوں میں سے ایک چیز کا انتخاب کر سکتے ہو۔ قیدی مرد و عورتیں یا مال و اسباب، ان میں سے جو لینا ہے لے سکتے ہو۔ بنو ہوازن کے وفد نے جب ساری صورتحال دیکھی تو انہوں نے عرض کیا کہ ہم اپنے قیدی واپس لینا چاہتے ہیں۔

بخاری کی روایت کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کھڑے ہو کر لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا تمہارے بھائی تائب ہو کر تمہارے پاس آئے ہیں میں ان کے قیدی انہیں واپس کرنا چاہتا ہوں جو بھی اپنی خوشی سے ایسا کرنا چاہے کر سکتا ہے اور جو ان کے عوض ہم سے کچھ لینا چاہے لے سکتا ہے۔ میں اوّلین حاصل ہونے والے غنائم میں سے اس کا حق واپس کر دونگا اور ساتھ ہی اپنے اور اپنے خاندان یعنی بنوعبدالمطلب کے قیدی واپس کرنے کا اعلان فرمایا۔ صحابہ کرام تو اپنی جانوں اور اپنے بیوی بچوں اور ماں باپ سے بھی بڑھ کر آپ سے محبت کرنیوالے تھے۔ وہ کہنے لگے یا رسول اللہ آپ کی خوشی کی خاطر ہم خوشدلی سے اپنے قیدی ہوازن کو واپس کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم انکے اس جذبے کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ اور یوں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ عظیم احسان اس دشمن قوم پر ہوا کہ تمام قیدی بغیر کسی عوض معاوضہ کے واپس کر دیئے اور اپنے مخلص وفا شعار محبت کرنے والے صحابہ کے جذبات کا بھی اس طرح خیال رکھا کہ آپ نے فرمایا کہ ہر ایک قیدی کے بدلے میں چھ چھ اونٹ دیئے جائینگے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بنوہوازن کے ان قیدیوں کو نہ صرف بغیر کسی عوض معاوضہ کے آزاد فرما دیا بلکہ انہیں کپڑے بھی عطا کئے۔ آپؐ نے تاکیداً فرمایا کہ ان میں سے کوئی بھی آزاد ہونے والا نئے لباس کے بغیر نہ جائے چنانچہ اس حکم کی تعمیل میں ہر قیدی کو نیا لباس پہنایا گیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بنوہوازن کے وفد سے ان کے سردار مالک بن عوف کے بارے میں پوچھا کہ وہ کہاں ہے؟ تو انہوں نے بتایا کہ وہ طائف میں بنوثقیف میں ہے۔ آپ نے اسے کہا کہ اسے اطلاع دو کہ اگر وہ آپ کی اطاعت و فرمانبرداری قبول کرتے ہوئے آ جائے تو اس کے اہل وعیال بھی اسے واپس کر دیئے جائیں گے جو قیدی ہو چکے تھے۔ چنانچہ وہ طائف سے نکل کر جعرانہ میں آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ آپؐ نے اسے اس کے اہل وعیال بھی لوٹا دیئے اور ایک سو اونٹ تحفۃً بھی دیئے۔ آپؐ کی بخشش و عنایت دیکھ کر وہ مسلمان ہو گیا اور پھر ساری عمر ایک مخلص مسلمان رہا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بعد میں اس کو قوم ہوازن کے مسلمانوں کا حاکم اور اسکی فوج کا سالار بنا دیا۔ یہ وہی مالک بن عوف تھا جو سارے بنو ہوازن اور ثقیف اور دوسرے قبیلوں کو اکٹھا کر کے لے آیا تھا کہ مسلمانوں کو نیست و نابود کر دیگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خون کا پیاسا تھا لیکن آپؐ کا اسوہ اور عفو و درگزر کا کمال یہ ہے کہ آپ اس کی رشد و ہدایت کے پیاسے تھے۔

اس جنگ کے قیدیوں میں ایک خاتون شیمہ بھی تھیں یہ ان کا لقب تھا ان کا اصل نام حذافہ تھا۔ اس نے کہا محمدؐ میں آپ کی رضاعی بہن ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پوچھا کوئی نشانی ہے؟ انہوں نے دانتوں کا نشان دکھایا اور کہا کہ آپ نے مجھے اس وقت کاٹا تھا جب میں آپ کو اپنی گود میں اٹھائے ہوئے تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُسے پہچان لیا آپؐ کھڑے ہوئے ان کیلئے اپنی چادر بچھائی۔ فرمایا اس پر بیٹھو۔ آپ نے انہیں خوش آمدید کہا اور آپؐ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور اپنے رضاعی والدین کے بارے میں پوچھا۔ اس نے بتایا کہ ان کا انتقال ہو چکا ہے۔ آپؐ نے فرمایا اگر تم بہتر سمجھو تو ہمارے پاس ٹھہر جاؤ تمہیں عزت اور اکرام اور محبت ملے گی اور اگر تم اپنی قوم کے پاس واپس جانا چاہتی ہو تو میں تمہارے ساتھ صلہ رحمی کرتا ہوں تم وہیں چلی جاؤ۔ اس نے کہا کہ میں اپنی قوم کے پاس واپس جانا چاہتی ہوں۔ بہرحال انہوں نے اسلام قبول کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انہیں تین غلام اور ایک لونڈی اور اونٹ اور بکریاں اور بھیڑیں بھی عطا کیں۔

ایک روایت کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جو مانگو تمہیں دیا جائے گا اور جو سفارش تم کرو گی وہ قبول کی جائے گی تو انہوں نے اپنی قوم بنوسعد کے ایک شخص کی سفارش کی۔ اس شخص نے ایک مسلمان کو قتل کر کے اس کو جلا دیا تھا اور بھاگ گیا تھا لیکن صحابہ نے اس کو پکڑ لیا تھا۔ اب جب شیمہ نے اس کی معافی کی سفارش کی تو آپؐ نے اسے معاف کر دیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جب مکہ سے مدینہ ہجرت کی تھی اس وقت اہل مکہ نے اعلان کیا تھا کہ جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو زندہ یا مردہ پکڑ کر لائے گا اس کو سو اونٹ انعام دیا جائے گا یہ واقعہ بڑا مشہور ہے بیان بھی ہو چکا ہے کئی دفعہ۔ یہ سن کر سراقہ بن مالک جس نے ہجرت مدینہ کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا تعاقب کیا تھا، اور جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک امان نامہ لکھ کر دیا تھا، وہی امان نامہ لئے جعرانہ مقام پر حاضر ہوا اور اسلام قبول کر لیا۔

اسی جِعرانہ مقام پر حضرت عمرؓ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ دور جاہلیت میں مَیں نے ایک نذر مانی تھی کہ میں مسجد حرام میں ایک دن اعتکاف کرونگا اس کے متعلق آپؐ کا کیا ارشاد ہے۔ آپؐ نے فرمایا آپ جائیں اور نذر پوری کریں چنانچہ حضرت عمر گئے اور اپنی نذر پوری کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ابھی جِعرانہ میں ہی تھے کہ ایک رات آپؐ عمرے کے ارادے سے یہاں سے مکہ تشریف لے گئے اور روایات کے مطابق رات کو گئے اور اسی رات کو ہی واپس تشریف لائے۔

ذوالقعدہ کے بارہ دن ابھی باقی تھے اور جمعرات کا دن تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مدینہ واپسی کا سفر شروع فرمایا۔ اس سے پہلے آپؐ حضرت عتاب بن اسید کو مکہ کا عامل مقرر فرما چکے تھے اور ان کے ساتھ حضرت معاذ بن جبل اور حضرت ابوموسیٰ اشعری کو پیچھے چھوڑا تا کہ وہ لوگوں کو قرآن اور دین کی تعلیم دیں۔ آپؐ وادی جعرانہ سے چلے سرف سے ہوتے ہوئے پھر مرالظہر ان پہنچے اور پھر نو دن کے سفر کے بعد مدینہ پہنچ گئے۔

خطبہ کے آخر میں حضور انور نے فرمایا اس وقت میں دو مرحومین کا ذکر کرنا چاہتا ہوں ان کا جنازہ بھی بعد میں پڑھاؤں گا۔ پہلا ذکر ہے مکرم ڈاکٹر لئیق احمد فرخ صاحب کینیڈا کا۔ انہوں نے کافی سال واقف زندگی ڈاکٹر کے طور پر افریقہ میں خدمت انجام دی ہے۔ بڑے بڑے کمپلیکیٹڈ کیس انکے پاس آتے تھے۔ بعض کیس یہ ریفر کرتے تھے لیکن مریض کہتا تھا کہ نہیں اگر میں نے علاج کرانا ہے تو احمدیہ ہسپتال سے اور احمدی ڈاکٹر سے کرانا ہے۔ کئی ایسے آپریشن انہوں نے کئے جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے کامیاب ہوئے جن کی کامیابی کی امید بھی نہیں ہوتی تھی۔ بڑے خاموش طبیعت کے آدمی تھے دعا گو عاجزی اور انکساری اور اور صبر و استقامت کی مثال تھے۔ پوری زندگی خدمت انسانیت میں گزاری۔ وقف کے دوران خاص طور پر گیمبیا کے چھوٹے اور پسماندہ گاؤں میں جہاں حالات بہت مشکل تھے کھانے کو بھی کچھ نہیں ہوتا تھا، شدید گرمی میں جبکہ بجلی پانی کچھ بھی نہیں تھا وہاں خدمت کرتے رہے۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے 1988ء میں دورہ کیا تو خاص طور پر ان کے گھر گئے اور گھر میں وہاں بیٹھنے کی کرسیاں بھی نہیں تھیں لیکن حضور نے کہا کہ میں آپ کے ساتھ کھانا بھی کھاؤں گا اور باقی سب سٹاف کو کہا کہ باہر جاؤ اور یہ ان کے لئے بڑا اعزاز تھا۔

وہاب آدم صاحب مرحوم سابق امیر گھانا کہا کرتے تھے کہ ڈاکٹر صاحب جب بھی کسی مریض کی نازک حالت دیکھتے تو فوراً نفل پڑھنے لگ جاتے تھے۔ حضور انور نے فرمایا کہ مَیں بھی گھانا میں رہا ہوں اور انکے ساتھ وقت گزارا ہے، مَیں نے انکو دیکھا ہے انتہائی شریف النفس عاجز اور خدمت کرنے والے انسان تھے واقفین کا بہت احترام کرنے والے تھے۔ مہمان نوازی ان میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ بہت سی خصوصیات ایسی تھیں کہ بہت کم لوگوں میں ایسی ہوتی ہیں۔

دوسرا جنازہ ہے حمید احمد غوری صاحب حیدر آباد انڈیا کا ہے یہ گزشتہ دنوں چوہتر سال کی عمر میں وفات پا گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم موصی تھے۔ اہلیہ اور ایک بیٹی اور چار بیٹے اور پوتے پوتیاں ان کے پسماندگان میں ہیں۔ سب بچے کسی نہ کسی رنگ میں جماعت کی خدمت کر رہے ہیں۔ انعام غوری صاحب ناظر اعلیٰ قادیان کے چھوٹے بھائی تھے۔ صمد غوری صاحب مبلغ سلسلہ اور صدر جماعت البانیہ کے یہ والد تھے۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند تہجد گزار تھے۔ قرآن مجید سے بہت محبت تھی، پڑھتے رہتے تھے حفظ کرنے کی بھی کوشش کرتے تھے۔ فجر کی نماز میں محلے میں احمدی گھروں میں دستک دیتے ہوئے مسجد جاتے تھے۔ حج اور عمرے کی سعادت بھی ان کو نصیب ہوئی۔ خلافت کے حکموں پر چلنے والے اور ہر حکم پر کوشش یہ ہوتی تھی کہ میں اس پر عمل کروں۔

ہومیوپیتھی کا علاج بھی کیا کرتے تھے گھر میں دوائیوں کا ذخیرہ رکھا ہوا تھا، مریضوں کو مفت دیا کرتے تھے۔ مالی قربانی میں پیش پیش رہتے۔ بہت صلہ رحمی کرنے والے اپنے رشتہ داروں کے دکھ سکھ میں شریک ہوتے تھے۔ مرکزی نمائندوں اور مبلغین کی بہت عزت کرتے تھے۔ نائب امیر حیدر آباد، سیکرٹری تعلیم القرآن، اپنے حلقے کے صدر جماعت، ناظم انصار اللہ، نائب صدر مجلس انصار اللہ جنوبی ہند کے طور خدمت کی توفیق ملی۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ نماز جمعہ کے بعد حضور نے ہر دو مرحومین کی نماز جنازہ غائب ادا فرمائی۔

* * *

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad